رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۹۹۳

THE AKHBAR ALHAKAM

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

الحکم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر　بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

قیمت سالانہ
والیان ریاست و امراء سے　ﷲ
معاونین سے　ﷲ
عوام سے　ﷴ
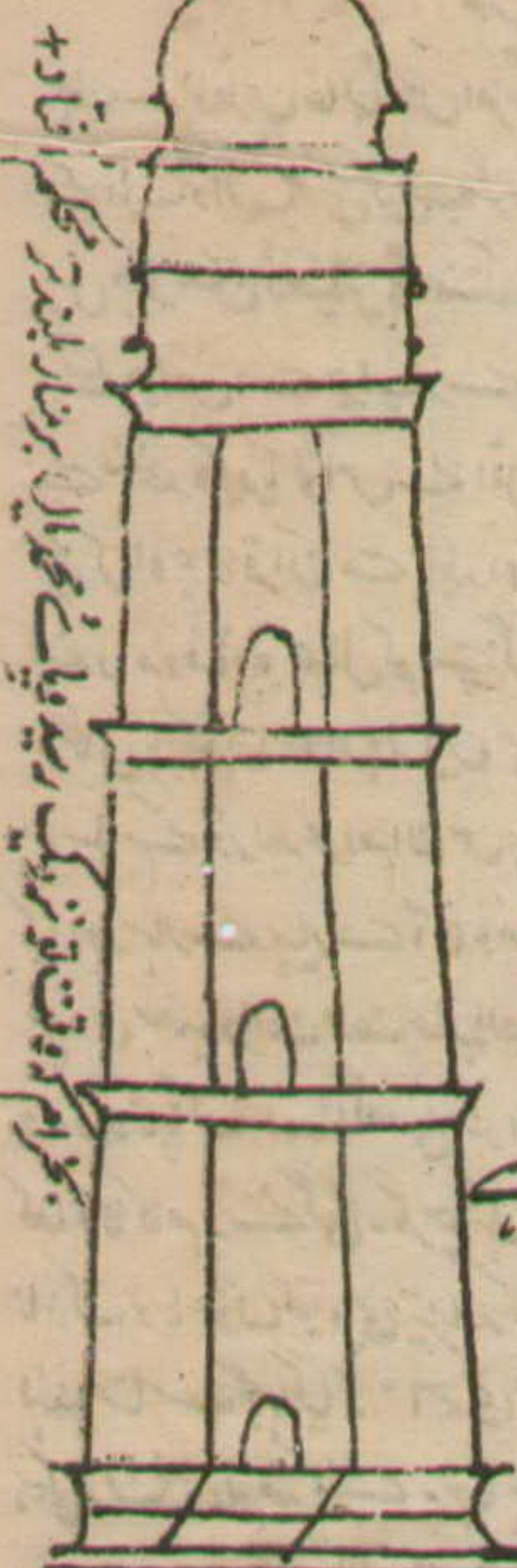
Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح دارالامان قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸ تاریخکو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے

چہ گویم بانو گر آئی چہا در قادیاں بینی　دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۲۳ و ۲۴ و ۲۵	مورخہ ۱۴ و ۲۱ و ۲۸ ماہ جون ۱۹۲۳ء	جلد ۲۵

حالات حاضرہ

خاص الحکم کیلئے

ہر طرف ہیں دیکھتے برپا قیامت آج کل
ہو گئے ہر گوشہ میں غرق ندامت آج کل
ہر طرف سے گر رہے پستی میں ہیں منکر سبھی
خاص کر مسلم یہ اُڑتی ہے ملامت آج کل
خبثِ باطن پر ہوئی ظاہر کی حالت ہی گواہ
آؤ! بتلاؤں میں مسلم کی علامت آج کل
سر پہ یودی صاف ٹھوڑی مونچھ کو تاؤ دیا
اسطرح ہوتی ہے مسلم کی حجامت آج کل
انفلوئنزا زلازل جوش جنگ و قحط سے
یاد منوانا ہے مہدی کی امامت آج کل
اے مکذب دیکھ کر تکذیب سے توبہ شتاب
ورنہ ہر منکر کی ہے نزدیک شامت آج کل
اس تزلزل اور بدامنی میں ہیں ہم دیکھتے
قادیاں دارالاماں جائے سلامت آج کل
ڈھونڈتے پھرتے ہو برکت پاؤ گے تم بادشاہ　منکرو ظاہر یہ ہوگی کرامت آجکل
عہد ہیں فضل عمر کے فضل ربانی سے ہیں　دیکھئے ہر ایک میں استقامت آجکل

ڈاکٹر ایم عبد الصمد صاحب عمر

سرپرستان الحکم توجہ کریں

تمام خریداروں کی خدمت میں دفتر الحکم سے اطلاع مل چکی ہے کہ قیمت سالانہ و بقایا صاف کر کے اپنے دیرینہ خادم کو مشکوری کا موقعہ دیں مگر برخلاف اسکے وی پی کیئے جاتے ہیں اور انکار کر کے دفتر میں واپس کر دیئے جاتے ہیں جو کہ دفتر کو سوائے نقصان اٹھانے کے اور فائدہ نہیں ہوتا کیسی بُری بات ہے کہ اخبار تو لیتے رہنا مگر جب دفتر کی طرف سے قیمت کا مطالبہ ہو فوراً وی پی کا انکار کر دینا یا دفتر کو لکھدینا کہ ہم تو مدت سے اخبار بند کر چکے ہیں آپ کی غلطی ہے کیوں نہیں اخبار بند کیا۔ ایسے احباب پر بہت افسوس ہے میں اس وقت کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ ان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں۔ آپ الحکم کی ہر طرح مدد فرما دیں گے جبکہ والد صاحب قبلہ اسجگہ پر موجود نہیں ہیں۔ ہمیں ہر قسم کی مشکلات درپیش ہیں۔ اُنکی غیر حاضری میں جس مشکل سے الحکم شائع ہوتا ہے اسکو وہی محسوس کر سکتا ہے دوسرا اسکو محسوس نہیں کر سکتا۔

قادیان کے خریداروں سے بھی گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر الحکم کی سالانہ قیمت فوراً ادا فرما دیں۔ اگر قیمت دینے میں کوئی عذر ہو تو دفتر میں اطلاع کر کے پرچہ بند کرا دیں۔ لمبے حساب الحکم نہیں رکھ سکتا جبکی آمدنی بہت قلیل ہے۔ ایسے دوستوں کو اطلاعاً عرض ہے کہ سب مقامی خریداروں کو وی پی بذریعہ ڈاک خانہ انکی خدمت میں بھی جاری کیئے گئے ہیں۔ مہربانی فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ کئی سال سے قادیان کے دوستوں سے اخبار کی قیمت وصول کرنا تو کیا

امید کرتا ہوں میرے معزز دوست جنکو الحکم سے دلی محبت ہے اسکی ہر طرح مدد فرمائیں گے

معذرت

اخبار الحکم کا کاتب چند دن کے لیئے اپنے گھر گیا ہے اور میں خود میدان فتنہ ارتداد سے ایسے وقت میں یہاں پہنچا ہوں کہ اخبار کی ایک تاریخ لیٹ ہو چکی تھی بڑی مشکل سے اخبار لکھوایا گیا۔ موجودہ کاتب بھی بیمار ہے۔ بیماری کی حالت میں اُنھوں نے اخبار لکھا ہے۔ اسلیئے مجبوراً پرچہ تین تاریخوں کا اکٹھا شائع کرتا ہوں آئندہ انشاء اللہ وقت پر آپکو ملا کریگا امید کہ تمام دوست امر مجبوری مدنظر رکھ کر چشم پوشی سے کام لینگے۔

اطلاع

آئندہ چٹھیوں کے نمبر تبدیل کر دیئے گئے ہیں تمام دوست اپنے نمبر نوٹ کر لیں خط و کتابت کے وقت نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت نہ سنی جائے گی۔　مینیجر

انوار احمدیہ پریس میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر دفتر الحکم قادیان سے شائع ہوا

مینڈکی کو بھی زکام ہوا

نمبر (۱)

ہمارے ناظرین غالباً اس امر سے نا آشنا نہیں ہوں گے کہ لاہور کے ایک ڈاک منشی کو جب گورنمنٹ عالیہ نے پیرانہ سالی میں جبکہ مَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ کے ماتحت اسکے حواس اسے جواب دے چکے تھے پنشن دیکر محکمہ ڈاک سے علیحدہ کر دیا تو اس نے اقل آمد میں بسر اوقات ہوتے دیکھ کر باوجود قرآن سے نابلد اور احادیث سے بیخبر ہونیکے اپنے چند دام اُفتادہ جہال کو اپنے گرد جمع کرکے مذہبی میدان میں سرنکال پانچوں سواروں میں ہو بیٹھے اور اپنے رسالہ تخریب الاسلام کے ذریعہ عوام الناس پر اپنا طبیعی رجس پھینکنا شروع کیا اور ہمارے پیارے آقا و مولیٰ سیدنا حضرت مسیح موعود مہدی معہود الف الف علیہ الصلوٰۃ و السلام کی شان مقدس میں وہ وہ ناپاک اور ناگفتنی بکواس کی۔ جو گو باغ احمد کے لئے کھاد کا کام دے گئی۔ مگر چونکہ اندیشہ تھا کہ یہ سڑاس مبادا نازک دماغوں کو اپنی تیز اور کریہ بدبو سے خراب نہ کرے لہٰذا مناسب سمجھا گیا کہ "احمدی" دار و غہ صفائی کی روحانیت اسکی طرف بھی توجہ کرے۔ چنانچہ اسکی خرافات و ہفوات کے جواب میں احمدی کا پہلا نمبر "تصدیق الامام" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ شائع ہوتا رہے گا مگر اسکی متواتر تیر گیری کے لئے "فنا ہوق" میں بھی اس کا تعاقب ضروری خیال کیا گیا۔ تاکہ ہمارے ناظرین لاہوری بھوت ابن الطاغوت کی صحیح شبیہ سے آشنا ہو جائیں۔ سو انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ہم آپ کو اسکی منحوس صورت کے مکروہ فوٹو کے تمام خط و خال دکھائیں گے۔ و باللہ التوفیق۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی اقتریر موسومہ "انوار خلافت" کے حصہ متعلقہ پیشگوئی **اسمہ احمد** جسپر روئے زمین کے علماء کو انعامی چیلنج دیا گیا ہے اور جسکے لاجواب اور صادق ہونے پر ان علماء سوء کی خاموشی نے مہر کر دی ہے اس کے جواب میں لاہوری منکر نے ۱۹۱۸ء میں "بشارت محمدی" کے نام سے ایک سو چار صفحات کا مجموعہ ہفوات شائع کیا۔ اس میں اس نافرجام نے جس پھکڑ پن اور بیحیائی کے علاوہ جہالت۔ ضلالت۔ حماقت۔ اور دروغگوئی سے کام لیا ہے وہی اسکے بودا اور ریدلیل ہونے پر شاہد ناطق ہے اور یہی وجہ ہے کہ آجتک اسکے جواب کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ مگر قبل اسکے کہ اسکا جواب لکھا جائے کذاب اکبر کی دروغگوئی ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں اور پھر انشاء اللہ جلد ہی اصل مضمون کی جانب رجوع کروں گا۔

کذبات مکذب

کاذب کا پہلا جھوٹ۔ مکذب اپنے ہفوات کے صفحہ ۲ سطر ۵ و ۶ میں لکھتا ہے "چنانچہ انوار خلافت کے صفحہ ۱۹ پر مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے بیٹے میاں محمود مرزا البشیر احمد صاحب لکھتے ہیں"۔ (بلفظہٖ)

ہم کاذب کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر وہ ثابت کر دے کہ حضرت مرزا البشیر احمد صاحب نے انوار خلافت نام کوئی کتاب لکھی ہے تو مُنہ مانگا انعام پائے ورنہ اپنے کذب سے شرمائے۔

دوسرا جھوٹ جو الکذاب) مسلیمہ کذاب سے لیکر مرزا صاحب تک اس اُمت میں گذرے ہیں۔ ہر ایک اپنے آپ کو اُمتی اور قرآن و حدیث کا پیرو ہی کہتا تھا۔ اور مدعی نبوت بھی تھا" (بشارت صفحہ ۳ سطر ۸ و ۹) چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ انجمن تردید الاسلام کے ممبرو!! اگر تمھارا سیکرٹری دیگر کذابوں کا تو خیر صرف مسلیمہ کا ہی دعویٰ اتباع قرآن و حدیث کا دکھا دے اور اسے اُمتی ثابت کر دے تو مُنہ مانگا انعام پاوے۔ ورنہ ہم سے سنیے کہ مسلیمہ کذاب ایک مرتد شخص تھا۔ اس نے نماز معاف کر دی تھی۔ اور شراب اور زنا کا عام حکم دیدیا تھا کہ سب حلال ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ پیر بخش جیسے متقی ایک ہفتہ میں دو لاکھ کے قریب اسکے مرید ہو گئے تھے اور اس نے ایک سال سے زیادہ مہلت نہیں پائی۔ اور خلافت اولیٰ میں حضرت خالد بن الولید کے ہاتھوں ایک خطرناک جنگ میں واصل جہنم ہوا (دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۱۵۰ و ۱۵۱)۔

تیسرا جھوٹ۔ "اور تمام عمر مرزا صاحب اپنی تصنیف کردہ کتابوں پر غلام احمد ہی لکھتے رہے" (بشارت صفحہ سطر ۱۷) حالانکہ حضرت اقدس نے نور الحق اور حمامۃ البشریٰ کے ٹائیٹل پیج پر لکھا ہے۔ "میرزا **احمد** من قادیان"۔

چوتھا جھوٹ چونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اصالۃً نزول مسیح کے مسئلہ کو قائم رکھا۔ اور عیسائیوں کے حیات مسیح کے مسئلہ کو بھی جائز رکھا" (بلفظہ بقدر الحاجۃ۔ بشارت صفحہ ۳۴ سطر ۳ تا ۵)

یہ جھوٹ ایک ایسا جھوٹ ہے کہ جاہل بلکہ جہل مرکب ڈاک منشی کے سوا دوسرا نہیں بول سکتا۔ یہ جھوٹ دو وجوہ سے خالی نہیں یہ یا تو علوم دینیہ کی ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر جہالت اور حماقت کے سوا کہ اس روش پر چلکر شہرت چاہتا ہے اور اپنے دام اُفتادوں سے خراج تحسین کرنا ہے۔ تیسری راہ کوئی نہیں جہل مرکب ڈاک منشی کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعاً اصالۃً نزول مسیح کے مسئلہ کو قائم نہیں رکھا بلکہ بخاری میں جو بعد از قرآن اصح الکتب مانی جاتی ہے اس کے صفحہ ۴۹۰ - ۴۷۳ پر ایک طویل حدیث ہے جس کے آخری فقرات یہ ہیں فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

ترجمہ۔ پس میں وہی کہوں گا جو عبد صالح عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا۔ میں اُن کے حال سے واقف تھا جبتک میں اُنمیں رہا پس جب تو نے مجھے وفات دیدی پیچھے تو ہی نگہبان تھا" کہو اب کہاں گیا تمھارا مسئلہ نزول اصالۃً۔ او جاہل اور علوم دینیہ سے بیگانے اس سے تو صاف ثابت ہے کہ توفّی کا لفظ جن معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیئے استعمال فرمایا ہے اُنہی معنوں میں حضرت مسیحؑ کے لیئے استعمال کیا ہے۔ اگر کہو کہ مسیح علیہ السلام یہ کلمات بروز قیامت بعد از نزول کہیں گے تو میں پوچھتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعد از نزول کہیں گے۔ اور اگر بعد از وفات ہی آپ کے یہ کلمات ہونگے جیسا کہ یقیناً ہوں گے اور آپ کی وفات بعد از صعود نہیں ہوگی تو صاف ظاہر ہے۔ تو جسطرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے گمراہ ہو جانے سے پہلے وفات پا چکے بعینہٖ مسیح علیہ السلام بھی اپنی اُمت کے گمراہ ہونے سے پہلے وفات پا چکے اور اب وہ وفات یافتہ ہیں کیونکہ آپ کی اُمت (جماعۃ نصاریٰ) گمراہ ہو چکی ہے۔ اور پھر طرفہ یہ کہ ذکر بھی دو ہی زمانوں کا ہے ایک مسیح کی نگہبانی کا اور ایک خدا کی نگہبانی کا۔ صعود کا تذکرہ تک نہیں۔ اور اگر یہ کہو کہ صعود کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ دریں صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صعود بھی ماننا پڑے گا۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں کَمَا قَالَ اگر آپ کا صعود نہ مانو تو آپ کی فصاحت پر دھبہ لازم آئیگا کیونکہ آپ نے بلاوجہ تشبیہ کَمَا کا استعمال فرمایا۔ اور اگر کہو کہ مماثلت قال میں ہے نہ کہ حال میں بھی تو میں کہونگا کہ مسیح علیہ السلام کا یہ قال کذب سے ملوث ہوگا۔ کیونکہ آپ اپنی اُمت کو گمراہ دیکھ چکے ہیں جیسی کہ موجودہ وقت میں وہ گمراہ ہے اور وہ نزول پر اسے گمراہ پائیں گے ہی۔ اور یہی وجہ انکی تشریف آوری کی ہوگی۔ اور اگر کہو کہ کذب نہیں ہوگا کیونکہ تمام رسول قیامت کے دن یک زبان ہو کر ماذا اجبتم کے جواب میں لا علم لنا انک انت علام الغیوب پکارینگے۔ تو میں کہونگا کہ اس سوال کی تو نوع ہی دیگر ہے ماذا اجبتم کے جواب میں تو حضرت مسیح علیہ السلام بھی شامل ہیں لیکن پہلا سوال ماذا اجبتم نہیں بلکہ یہاں تو مسیح علیہ السلام سے سوال ہوتا ہے ءانت قلت للناس اتخذونی و امی الٰھین من دون اللہ جس کا جواب آپ لا علم لنا انک انت علام الغیوب نہیں دیتے بلکہ عرض کرتے ہیں .... ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی و ربکم و کنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم و انت علیٰ کل شئ شھید (مائدہ ع ۱۶)

اور اگر کہو کہ ماذا اجبتم کے پیش کرنے سے ہمارا یہ مقصد ہے کہ دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام سے جب انکی قبولیت کے بارہ میں سوال کیا گیا۔ اور باوجود انکو علم ہونے کے انھوں نے انکار کر دیا۔ اسی طرح اگر مسیح علیہ السلام بھی باوجود علم ہونیکے انکار کر دیں تو یہ کذب نہیں ہوگا۔ سو میں کہونگا کہ ماذا اجبتم کا استفسار ماہیت قلبی کے متعلق ہے اور چونکہ نبی غیب داں نہیں ہوتا جیسا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحکم عالم الغیب فرماتے ہیں وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ (پ انعام ع ۵) اسلیئے تمام کے تمام رسول لا علم لنا انک انت علام الغیوب کہیں گے۔ کیونکہ قلبی ماہیت کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے جیسا کہ فرمایا ومن الناس من یقول آمنا باللہ و بالیوم الآخر و ما ھم بمؤمنین۔ اور اس امر کے اظہار کا مدعا یہ ہے کہ وہ منافق جو ظاہری میل جول اور ظاہری اعمال اور قیل و قال کے باعث اللہ اور جملہ مومنین کو دھوکا دینا چاہتے ہیں جیسا کہ فرمایا یخدعون اللہ والذین

تین اضلاع کے معزز ملکانہ راجپوتوں کی پنچایت

مسلمان ملکانہ رؤسا میں بیداری

فتنۂ ارتداد خواہ کس قدر ہی رنج افزا اور تکلیف دہ ہو لیکن اسکا اتنا فائدہ ضرور ہوا ہے کہ ملکانہ قوم جو سالہا سال سے سوئی ہوئی تھی اور تباہی کے بالکل کنارہ پر پہنچ چکی تھی بیدار ہو رہی ہے۔ چنانچہ ۴ر جون ۱۹۲۳ء کو مین پوری میں ضلع فرخ آباد۔ ایٹہ اور مین پوری کے معزز ملکانہ رؤسا نے پنچایت کی جس میں حسب ذیل کارروائی ہوئی۔

جملہ مسلمانان راجپوتان پنچایت نے اتفاق رائے سے راجہ ہادی یار خان صاحب رئیس کوسمہ ضلع مین پوری کو پریذیڈنٹ اور مجھ (دولت شیر خان) کو پنچایت کا سیکرٹری مقرر کیا۔ پھر ایٹہ مین پوری اور فرخ آباد۔ اضلاع کے لئے حسب ذیل سکرٹری اتفاق رائے سے منتخب ہوئے۔

(۱) دولت شیر خان۔ ساکن رار پٹی ضلع ایٹہ۔

(۲) معشوق علی خان صاحب۔ ساکن بھونگاؤں ضلع مین پوری۔

(۳) پیر محمد صاحب ساکن سمدھن ضلع فرخ آباد۔

اس کے بعد حسب ذیل ریزولیوشن بالاتفاق پاس ہوئے

(۱) ہم نمایندگان مسلمانان راجپوت (قوم ملکانہ) اضلاع فرخ آباد۔ ایٹہ۔ و مین پوری بالاتفاق اس ریزولیوشن کے ذریعہ سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارے متعلقین اور برادری کے لوگ سب مسلمان ہی رہنا چاہتے ہیں۔ آریوں کو لازم ہے کہ وہ اپنی نامناسب تدابیر و بیجا ترغیبات سے ہمیں بزعم خود شدھ کرنے کی بیہودہ کوشش چھوڑ دیں۔

(۲) چونکہ ساتن دھرم کے تعلقات مسلمانوں سے اب تک اچھے رہے ہیں اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم مسلمان راجپوت اس ریزولیوشن کے ذریعہ سے اپنے سناتنی دوستوں کو آگاہ کر دیں کہ آریہ سماجی آپ لوگوں کو ساتن دھرم سے نکالنا چاہتے ہیں۔ اب تک تو ان کی کوششیں آپ لوگوں کو آریہ بنانے میں کامیاب نہیں ہوئیں مگر اب وہ آپ لوگوں کو شدھی شدہ لوگوں کے ساتھ کھان پان میں شریک کر کے ساتن دھرم سے نکال کر گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ آپ کو بالآخر آریہ ہی ہونا پڑے۔ لیکن اسکا نتیجہ ان کے لئے کچھ مفید نہ ہوگا۔ ہاں مسلمانوں کے جو دوستانہ تعلقات ساتن دھرم والوں کے ساتھ ہمیشہ رہے ہیں وہ بھی ٹوٹ جائیں گے اور ان کا کھان پان آریوں کی شدھی شدہ قوم بھنگیوں۔ چماروں سے بھی ہو جائے گا۔

(۳) ہماری قوم مسلمان راجپوتوں کو بنیوں کے لین دین اور ان کی بے حد سود خواری سے بہت نقصان پہنچا ہے پس اگر ہندو ہمیں اپنی قوم میں سے خیال کرکے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں تو ان کو چاہیئے کہ وہ اپنی ہمدردی کا عملی ثبوت اس طرح دیں کہ اس صوبہ متحدہ میں انتقال اراضی اور سود کے متعلق ویسا ہی قانون پاس کرا دیں جیسا کہ پنجاب میں زمینداران اور زراعت پیشہ قوموں کی حفاظت میں نافذ ہے۔

(۴) ہم تمام ہندو پبلک کو عموماً اور جو شدھی سبھا میں کام کرتے ہیں ان کو خصوصاً اس امر سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر بیس دن تک ہندوؤں نے شدھی کی کارروائی کو نہ روکا۔ تو ہم ان تمام ہندوؤں کو جو ہمارے قریب ہیں اسی طرح مسلمان بنانا شروع کر دینگے جس طرح وہ مسلمانوں کو ہندو بنانا چاہتے ہیں۔

(۵) ہم احمدی جماعت کا جو قادیان پنجاب سے آکر ہم کو آریوں کے فریب سے بچانے اور دینی مسائل سکھانے میں مدد دے رہی ہے تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کی سچی ہمدردی اور عمدہ طرز عمل کا اعتراف کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اور دیگر اسلامی جماعتیں بھی متفق ہو کر ایسے ہی عمدہ طرز عمل سے کام لیں گی۔

(۶) ان ریزولیوشنوں کے پاس کئے جانے کی اطلاع بذریعہ اخبارات شائع کی جائے فقط

راقم دولت شیر خان سیکرٹری ساکن رار پٹی۔

۴½ لاکھ ملکانوں کو ارتداد سے بچانے کا طریق

ہندوؤں سے چھوت چھات

ملکانہ قوم کے متعلق کئی ماہ کی مسلسل تحقیق و تفتیش کرنے اور اپنی آنکھوں سے حالات و واقعات دیکھنے کے بعد جس نتیجہ پر میں پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ اس قوم کے مرتد ہونے کی جو وجوہات ہیں ان میں سے ایک بہت بڑی وجہ چھوت چھات ہے جو ہندو مسلمانوں سے کرتے ہیں۔ اسکے ذریعہ جہاں ہندوؤں نے مالی لحاظ سے بہت بڑا فائدہ اٹھایا ہے اور مسلمانوں کو قلاش بنا دیا ہے وہاں عام مسلمانوں میں عموماً اور ملکانہ قوم میں خصوصاً یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ ہندو مسلمانوں سے زیادہ معزز اور باعزت ہیں۔ اور مسلمان ان کے مقابلہ میں ذلیل اور کم درجہ ہیں کیونکہ جب وہ دیکھتے ہیں کہ اعلیٰ قوم کے ہندو مثلاً برہمن۔ کھتری اور راجپوت وغیرہ تو الگ رہے۔ ہندو حجام۔ دھوبی۔ سقہ۔ کہار وغیرہ بھی ادنیٰ سے ادنیٰ قوم کے مسلمان کہلانے والوں کے ہاتھ کی چیز نہیں کھاتے۔ برخلاف اسکے ہندوؤں کے ہاتھ کی چیزیں مسلمان بڑی خوشی سے استعمال کرتے ہیں تو قدرتی طور پر ان کو ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمان کہلانے والے ذلیل اور ادنیٰ معلوم ہوتے ہیں بالخصوص اس صورت میں کہ جب وہ دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہاتھ کا بھنگی وغیرہ کھا لیتے ہیں مگر مسلمان ان کے ہاتھ کا نہیں کھاتے تو انہیں ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمان ایسے ہی ذلیل نظر آتے ہیں جیسے مسلمانوں کے مقابلہ میں بھنگی اور چمار وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ ملکانہ قوم کے وہ لوگ جو ایک طرف تو ہندوؤں کی کثرت سے مرعوب اور اپنی اعلیٰ جائدادوں پر ان کے قابض ہو جانے سے مجبور ہو کر اور دوسری طرف چھوت چھات کی وجہ سے جو ہندو مسلمانوں سے کرتے ہیں اس بات کی خواہش کر رہے ہیں کہ ہندو راجپوت ان کو اپنی برادری میں ملا لیں۔ اگرچہ باوجود آریوں کی سر توڑ کوشش اور پانی کی طرح روپیہ بہا دینے کے ہندو راجپوت اس بات کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوئے اور نہ کبھی ہو سکتے ہیں کہ ملکانوں کو اپنی برادری میں ملا لیں۔ اور ان سے کھان پان شروع کر دیں کیونکہ ہندوؤں کے چھوت چھات کرنے سے جس قدر اپنی ذلت کا احساس ملکانوں کو ہے اس سے بہت زیادہ گھمنڈ اور تکبر ہندو راجپوتوں کو اس بات پر ہے کہ وہ کبھی کسی غیر ہندو سے خواہ وہ ہزار بار شدھ ہو اور بیسیوں جنیؤ گلے میں ڈال لے کھان پان نہیں کر سکتے کجا یہ کہ ناطہ و رشتہ کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ حال ہی میں بندرا بن میں آریوں نے ملکانوں کو ہندو ٹھاکروں کے ساتھ ملانے کے لئے جو کانفرنس کی اور جس میں کچھ ہندوؤں کو دھوکا دے کر شدھ ہونیوالوں کے ساتھ کھانا کھلایا اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جن لوگوں نے وہاں کھانا کھایا تھا ان کو ہر جگہ ہندو ٹھاکروں نے اپنی برادری سے خارج کر دیا ہے اور عنقریب فرخ آباد میں ان کی ایک بہت بڑی پنچایت ہونیوالی ہے جس میں ملکانوں کے ساتھ ملانے کی سخت مخالفت کی جائے گی لیکن باوجود اسکے آریہ ملکانوں کو اسی دھوکے سے مرتد کر رہے ہیں کہ ہندو راجپوت تم کو اپنی برادری میں شامل کر لیں گے اور ملکانے اسی ذلت کی احساس کی وجہ سے جو چھوت چھات نے ان میں پیدا کر دیا ہے دھوکا کھا کر ارتداد کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔ اس گڑھے سے ساڑھے

ہو تاکہ ملکانوں کو بچانے کے لیئے ضرورت ہے کہ ان پر یہ ثابت کر دیا جائے کہ مسلمان ہندوؤں کے مقابلہ میں کسی طرح بھی ذلیل نہیں ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر عزت و برتری رکھتے ہیں اور ہر رنگ میں ہندوؤں پر انہیں فوقیت حاصل ہے۔ اس کے لیئے سب سے پہلا اور نہایت ضروری قدم جو اٹھانا لازمی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان بھی ہندوؤں سے چھوت چھات شروع کر دیں۔ اور ان کے ہاتھ کی پکی ہوئی یا چھوئی ہوئی کوئی ایسی چیز نہ کھائیں جیسی ہندو ان کے ہاتھ کی چھوئی ہوئی نہیں کھاتے۔

ہاں یہ یاد رہے کہ اس بات پر عمل کرنے کی اسلیئے ضرورت نہیں ہے کہ ہم ہندوؤں کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں جیسا کہ وہ مسلمانوں کو دیکھتے ہیں بلکہ اسلیئے کہ ایسا نہ کرنے سے مسلمانوں کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچ چکا ہے اور یہ نہایت خطرناک طور پر ارتداد کے رنگ میں پہنچ رہا ہے اس کا انسداد ہو جائے۔ مجھے امید ہے کہ اگر مسلمان اس طریق سے اپنی حفاظت کا انتظام کریں جس پر ہندو صدیوں سے عمل پیرا ہیں تو کسی معقول پسند ہندو کے لیئے اعتراض کرنے کی کوئی گنجایش نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی متعصب ہندو یہ کہے کہ آج تک جبکہ مسلمانوں نے ہندوؤں سے چھوت چھات نہیں کی تو اب کیوں کرتے ہیں اور یہ نئی بات کہاں سے نکالی گئی ہے۔ تو اسکا نہایت آسان اور سادہ جواب یہ ہے۔ کہ یہ بات وہیں سے نکلی ہے جہاں سے ہندوؤں نے شدھی کی رسم نکالی ہے۔ ہندو مذہب کو اپنی قدامت کا بڑا دعویٰ ہے جسکو صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اسوقت یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اس دلیل میں کتنا وزن ہے بلکہ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ ہندو ازم کو خواہ کتنا ہی قدیم مان لیا جاوے۔ اسنے اپنی ساری عمر میں کبھی گوارا نہیں کیا کہ کسی غیر ہندو کو اپنے حلقہ میں داخل ہونے دے بلکہ اسکا قطعی فیصلہ ہے کہ غیر ہندو تو الگ رہا اگر کوئی ہندو بھی ایک بار ہندو دھرم کو ترک کر دے تو وہ ہندو نہیں بن سکتا لیکن خود اس کے مسلمان راجپوتوں کے لیئے شدھی کا پھندہ تیار کیا گیا ہے اور بڑے فخر اور ناز سے کہا جاتا ہے کہ مسلمان راجپوتوں کو سناتن دھرم میں داخل کیا جا رہا ہے۔

پس اگر ہندو مذہب کی ممانعت کے باوجود ہندو صاحبان شدھی کی رسم نکال کر اس پر عمل کر سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ قرآن کریم کے اس حکم کے ہوتے ہوئے کہ اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ پس ایک خدا کی پرستش کرنے والوں کے سوا باقی سب لوگ ناپاک ہیں۔ کیوں ۳۳ کروڑ دیوتوں کی پرستش کرنیوالوں اور روح و مادہ کو ایشور کی طرح انادی ماننے والوں سے مسلمان چھوت چھات نہ کریں تاکہ اپنے مذہب اور قوم کو نقصان عظیم سے بچا سکیں۔ ہندو اخبارات اس تحریک کا نام ہندوؤں سے بائیکاٹ رکھ کر جہاں حیرت انگیز طریق سے خوف و غصہ کا اظہار کر رہے ہیں وہاں ہندوؤں کو طرح طرح سے اشتعال بھی دلا رہے ہیں۔ لیکن انکی خواہ مخواہ کی زبردستی ہے۔ کیونکہ یہ بائیکاٹ کی تحریک نہیں بلکہ معاملہ کی بات ہے۔ مسلمان صرف انہی اشیاء کے متعلق چھوت چھات کریں گے جن میں ہندو مسلمانوں سے چھوت چھات کرتے ہیں اور اس سے تمدنی اور مذہبی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں لیکن اگر پھر بھی اسے بائیکاٹ ہی قرار دیا جائے تو اسکے بانی مسلمان نہیں بلکہ ہندو ہیں جو صدیوں سے مسلمانوں کا بائیکاٹ کر کے سخت نقصان پہنچا رہے ہیں۔

پس میں تمام مسلمانوں سے بڑے اصرار کے ساتھ گزارش کرونگا کہ اگر انہیں کچھ غیرت اور حمیت ہے تو ضرور ہندوؤں سے چھوت چھات شروع کر دیں کیونکہ ہندوؤں کے نزدیک ایک کتا زیادہ پاک ہے بہ نسبت ایک پاک صاف مسلمان کے۔ کتا انکے چوکے میں چلا جائے تو کوئی حرج نہیں مگر مسلمان کا سایہ بھی پڑ جائے تو انکا سب کچھ بھرشٹ ہو جاتا ہے۔ پھر اگر مسلمانوں کو اپنی قوم سے محبت ہی تو ضروری ہے کہ ہندوؤں سے چھوت چھات کریں تاکہ مسلمان مالی نقصان سے بچ سکیں۔ پھر اگر مسلمان اسلام سے الفت رکھتے ہیں اور لاکھوں ملکانوں کو مرتد ہونے سے بچانا چاہتے ہیں تو اسکا نہایت نتیجہ خیز طریق یہی ہے کہ ہندوؤں سے چھوت چھات کریں۔ اس سے نہ صرف ملکانوں کا ارتداد رک جائیگا بلکہ مرتد شدہ بھی واپس آ جائیں گے۔ پس اگر اسوقت مسلمان ہر جگہ اس نہایت ضروری تجویز پر عمل کرنا شروع کر دیا گیا تو تھوڑے سے ہی عرصہ میں دیکھیں گے کہ کیسے شاندار نتائج نکلتے ہیں اور میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ شدھی کا بھوت بھی ایسا رفو چکر ہوگا کہ کہیں اسکا پتا و نشان نہ ملے گا۔ شیخ محمد خان ایم اے۔ امیر احمدی وفد المجاہدین۔ از آگرہ

اکرن ریاست بھرتپور کے تشویشناک حالات

ارتداد سے توبہ کرنیوالوں پر پولیس کا تشدد

فتنہ ارتداد کا سب سے زیادہ زور دیا یوں کہنا چاہیئے کہ آریوں نے جس علاقہ کو اس فتنہ گری کے لئے بطور بنیاد قرار دیا وہ ریاست بھرتپور کے تحصیل چکسانہ کا علاقہ ہے جسکے انچارج ایک پنجابی سکھ تھانیدار ہیں اس حلقہ کے اکٹھے سات گاؤں مرتد کئے گئے تھے۔ جہاں احمدی مبلغین نے وسط مارچ میں جب کام کرنا شروع کیا تو اسی وقت تھانیدار صاحب نے ہمارے مبلغین کی مخالفت پر کمر باندھ لی تھی چنانچہ اسکے متعلق الحکم میں ذکر ہو چکا ہے۔ تھانیدار صاحب کے اس ناروا سلوک کے متعلق ہمنے ریاست کے اعلیٰ حکام سے شکایت کی جسکی نسبت تحقیقات کرنیکا وعدہ کیا گیا لیکن ابھی اسکے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ ۱۳ مئی کو موضع جار تحصیل کمہیر (؟) اکرن گئے۔ لوگوں کی تحریری درخواست پر جناب چوہدری شیخ محمد خان صاحب امیر احمدی وفد المجاہدین اکرن تشریف لے گئے جہاں انکی آمد سے قبل ایک جگہ یہاں لوگ جمع تھے جناب چودھری صاحب نے انکو کلمہ پڑھا کر دوبارہ اسلام میں داخل کیا۔ اس تقریب پر دعوت کا بھی انتظام تھا جسمیں دوسرے دیہات کے مسلمان راجپوت بھی شامل ہوئے سب نے ملکر کھانا کھایا اور مسلمان سقوں کی مشکوں سے پانی پیا۔ اسی دن پانچ بجے کے قریب ہم سوائے چند مبلغوں کے جو اسی علاقہ میں پہلے سے کام کرتے تھے واپس آگرہ آ گئے اور دیہات کے لوگ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے ہمارے چلے آنیکے بعد تھوڑی دیر ہی بعد انسپکٹر صاحب پولیس مع تھوڑے سے سپاہیوں کے ساتھ اکرن پہنچ گئے جنکو آریوں کی طرف سے بذریعہ تار اطلاع دی گئی تھی کہ اکرن میں مسلمان بڑی تعداد میں جمع ہو رہے ہیں اور فساد کا خطرہ ہے۔ انسپکٹر صاحب نے آکر ان لوگوں سے جو مسلمان ہو چکے تھے بیانات لیئے جو بالکل ایک غیر معمولی بات تھی اور ان لوگوں سے مسلمان ہونیکی وجہ پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنی خوشی سے بلا کسی قسم کے جبر و اکراہ کے کلمہ پڑھ کر اپنے پہلے مذہب میں واپس آ گئے ہیں اور اسی پر قائم رہنا چاہتے ہیں۔ اسی اثناء میں کرپان سنگھ صاحب تھانیدار صاحب کو بھی بلانیکے لیئے آدمی بھیجا گیا جو تشریف لے آئے اور آتے ہی ارتداد سے توبہ کرنے والوں کو یہ کہکر دھمکانا شروع کر دیا کہ کل آپ لوگوں نے جو پنچایت کی ہے وہ خلاف قانون تھی اسکی نسبت مجھ سے کیوں اجازت نہیں لیگئی حالانکہ ریاست میں اس قسم کا کوئی قانون نہیں ہے اور آریوں نے اس علاقہ میں اشتعال پیدا کرنیکے وقت ہزار ہا آدمیوں کے مجمع کیئے۔ جہانتک ہمیں معلوم ہے ان کی نسبت پولیس کی اجازت نہیں حاصل کی جاتی رہی کیونکہ ان مواقع پر پولیس کا کوئی انتظام نہیں ہوتا تھا۔ غرض تھانیدار صاحب نے ان لوگوں کو خوفزدہ کر کے دوبارہ بیان لینے شروع کر دیئے مگر باوجود انکی دھمکیوں کو انہوں نے ابتداء میں وہی بیانات دیئے جو انسپکٹر صاحب کے سامنے دیئے تھے لیکن جب بار بار انہیں ڈرایا گیا اور کہا گیا کہ تمنے ایسا جرم کیا ہے کہ سب قید ہو جاؤ گے اور سختیاں دکھائی گئی تو انھوں نے مجبوراً کہدیا کہ بیشک ہم نے کلمہ پڑھا اور مسلمان برادری سے ملکر کھانا کھایا اور پانی پیا ہے مگر ابھی ہم ہندو ہیں اور جو بھی چاہا ان سے کہلوایا گیا۔ چونکہ ان لوگوں میں اخلاقی جرات بہت کم ہے جسکی وجہ انکی غربت اور جہالت کے علاوہ ستم رسیدگی بھی ہے اور انکی وہی حالت ہے جو ریاست کے عام مسلمانوں کی ہے اسلئے انہیں اتنی ہمت نہیں ہے کہ اپنے علاقہ کے کسی معمولی افسر کی ناجائز سے ناجائز کارروائی کے خلاف زبان ہلا سکیں یا افسر کی بیجا خواہش کو پورا کرنے سے انکار کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو کچھ ان سے کہلایا گیا وہ انہوں نے کہدیا ورنہ یہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا کہ ارتداد سے تائب ہونیکے بعد اسقدر جلدی انپر ہندو مذہب کی صداقت ظاہر ہو گئی اور انھوں نے اپنے ہندو ہونیکا اعلان کر دیا اور یہ اعلان بھی کسی ہندو یا آریہ پرچارک کی سعی کے نتیجہ میں نہیں بلکہ علاقہ کے افسر کے روبرو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان لوگوں کو کسقدر مجبور کیا گیا۔ آجکل ہندوؤں کی طرف سے بہت بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے لوگوں کو زبردستی مسلمان بنایا اور ملکانے بھی اسی جبر کے نتیجہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ یہ تو ہندو اور تعصب سے ملوث شدہ روایات ہیں مگر اسکے متعلق کیا کہا جائیگا جو اسوقت ہمارے سامنے ایک قوم جو ہندو ورغلانے سے مسلمان ہو چکی تھی اس سے ہندو ریاست کے ہندو افسر نے تشدد سے کہلوایا کہ ہم ہندو ہیں۔ ہماری جماعت کے معزز ارکان ریاست کے ذمہ دار حکام سے ملکر مفصل حالات گوش گذار کر چکے ہیں اور واقعہ کی اہمیت صفائی کے ساتھ ظاہر کر چکے ہیں۔ حالات ابھی تک نہایت تشویشناک ہیں اور احمدی مبلغین کیلئے روز بروز زیادہ مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ اگر پولیس کے خوف سے اسقدر خوفزدہ ہیں کہ علانیہ طور پر ہمارے آدمیوں سے ملنے کی بھی جرات نہیں رکھتے اور جبتک پولیس کا دباؤ دور نہ ہوگا نہیں کہا جا سکتا کہ حالات کسقدر

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

چندہ مسجد برلن

اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے ۔ جیسنے ہماری جماعت کی خواتین کو ایسی توفیق عطا فرمائی ۔ کہ بیس مئی سے پہلے پہلے جو آخری تاریخ چندہ کی تھی اُنکا چندہ مطلوبہ رقم سے بڑھ گیا یعنی اُس تاریخ تک ۵۶ چھپن ہزار روپیہ تک کی رقوم کے وعدے ہو چکے تھے ۔ جنمیں سے ۲۸ اٹھائیس ہزار روپیہ تک وصول بھی ہو چکا تھا ۔ لیکن چونکہ بعض دور کے مقامات کے چندے ابھی تک وصول نہیں ہو سکے ۔ اور چونکہ ملکانہ تحریک کی وجہ سے چندہ جمع کرنے والے کارکن بہت کچھ دوسری طرف متوجہ رہے ہیں ۔ اور چونکہ مسجد کی تعمیر کا اندازہ بھی آگے سے زیادہ ہو گیا ہے ۔ اسلئے میں نے یہ تجویز کی ہے کہ تین ماہ اور مدت چندہ کو بڑھا دی جاوے ۔ اور آخر اگست تک اس تحریک کو جاری رکھا جاوے ۔ اور رقم مطلوبہ کی تعداد پچاس ہزار سے بڑھا کر ستر ہزار کر دی جاوے ۔ میں اس اطلاع کے ذریعہ سے اول تو احمدی بہنوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنے عمل سے اپنے عہد کو پورا کر کے دکھا دیا ۔ اور جو کچھ اُن سے مانگا گیا تھا وہ مہیا کر دیا اور پھر انکو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ چونکہ پہلے اندازہ کے خلاف اب مسجد وغیرہ کی تعمیر کے لئے زیادہ روپیہ کی ضرورت ہوگی اسلئے **ستر ہزار روپیہ** جمع کرنے کی وہ فکر کریں یعنی بیس ہزار روپیہ زائد جمع کریں تاکہ انکی پہلی تحریک قلت روپیہ کی وجہ سے درمیان ہی میں نہ رہ جاوے ۔ میرا منشاء یہ نہیں ہے کہ جو بہنیں پہلے چندہ دے چکی ہیں وہ پھر چندہ دیں بلکہ یہ منشاء ہے کہ جن بہنوں نے ابھی چندہ نہیں دیا یا وعدہ کر کے ابھی تک ادا نہیں کیا وہ اس طرف توجہ کریں اور اس رقم کو پورا کرنے کی کوشش کریں ۔ اور جو بہنیں کہ چندہ دے چکی ہیں وہ اپنی ان بہنوں کو جو اب تک شامل نہیں ہو سکیں تحریک کریں اور میں امید کرتا ہوں کہ اس طریق سے نہ صرف ستر ہزار روپیہ ہی جمع ہو جائے گا بلکہ تعجب نہیں کہ اسی ہزار روپیہ تک ہی رقم پہنچ جاوے اور آئندہ جرمنی مشن کا خرچ بھی اس رقم سے پیدا کیا جا سکے اور اس طرح مسجد کی تعمیر ہی نہیں بلکہ اسکی آبادی کا ثواب بھی ہماری بہنوں کو ملتا رہے خدا کرے کہ ایسا ہی ہو ✤

میں اس موقعہ پر اپنے تمام دوستوں کو جنکے گھروں یا علاقوں میں اب تک مسجد برلن کے چندہ کے متعلق تحریک نہیں ہوئی یا ہوئی تو اچھی طرح نہیں ہوئی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بھی اسوقت کے ثواب کے موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں ۔ بہت سی جگہوں میں عورتیں بوجہ کافی تعلیم نہ ہونے کے اس کام کو خود نہیں کر سکتیں ۔ پس چاہیئے کہ ان مقامات پر مرد ان کی مدد کریں اور وہاں کی بہنوں کو دوسری بہنوں سے ثواب میں پیچھے نہ رہنے دیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کا مددگار ہو ✤

خاکسار مرزا محمود احمد ۔ قادیان

ہندو مسلم اتحاد

وہ اتحاد جس کے متعلق ابھی عرصہ نہیں گزرا کہ زمین و آسمان کے قلابے ملائے جاتے تھے ۔ وہ اتحاد جسکی عمارت ہی

خشت اول چوں نہد معمار کج

کی مصداق تھی ۔ وہ اتحاد جسکی تہ میں مہاشہ شردھانند و آریہ سماج کی روباہ بازی پنہاں تھی آخر ہنوز منقوش ہو گیا ۔ اُس کی عمارت ایسی دھڑام سے گری کہ اس کے پھر سنبھلنے کی کوئی اُمید نہیں ۔ صوبہ پنجاب میں آج کل ہندو مسلمانوں کے تعلقات کسقدر کشیدہ ہو رہے ہیں ۔ وہ اخبار بین اصحاب کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ۔ ہندو مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں ۔ اور مسلمان ہندوؤں کے ۔

آؤ ہم ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ ہوا کا یہ رُخ یکایک کیوں بدل گیا ۔ آج سے ایک سال پہلے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ہندوؤں مسلمانوں کے تعلقات یکایک اس طرح بگڑ جائیں گے ۔ ہر طرف سوراج کا ہی چرچا تھا ۔ ہر طرف گاندھی ازم کے علمبردار ہی نظر آتے تھے ۔ بچہ بچہ کی زبان پر سوراج ہی تھا ۔ بازاروں میں بندے ماترم ۔ اللہ اکبر کے نعروں سے فضاء آسمان گونج رہی تھی ۔ سرکار وقت کے برخلاف گیت گائے جاتے تھے ۔ مذہب حرف غلط کی طرح مٹایا جا رہا تھا ۔ اگر اللہ اکبر ۔ ہندو مسلم کی جے کے نعرے لگائے جاتے تھے تو ان میں بھی خود غرضی مرکوز تھی تاکہ ہر مذہب و ملت کے لوگ اس بیڑا پار لگانے میں حصہ لے سکیں ۔ مذہبی واعظین کو روکا جاتا تھا کہ اب ان جھگڑوں کا وقت نہیں ۔ پہلے انگریزوں سے نبٹ لو اور حکومت کا خاتمہ کر دو ۔ پھر مذہب دیکھا جاویگا جہاں تک گاندھی کو بانس پر چڑھایا جا رہا تھا ۔ کبھی گاندھی جی مہدی کے ساتھ مماثلت دئے جاتے تھے ۔ کبھی خدا کے برگزیدہ مسیح ناصری کے ساتھ ۔ اور کبھی جہان کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جسکے کفش بردار ہونے کا آج شاہان اسلام کو فخر ہے ۔ سے گاندھی کو فضیلت دی جاتی تھی ۔ میرا یہ بیان مبالغہ آمیز نہیں میں نے اپنے کانوں سے آگرہ میڈیکل کالج کے طلبہ کو جنکے ساتھ ایک دفعہ میں اور میرے محترم دوست مولوی عمر الدین شملوی ہم سفر تھے ۔ یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو کام گاندھی جی نے کر دکھایا ہے وہ محمد صاحب ہرگز نہیں کر سکتے تھے ۔ خدا گواہ ہے کہ بحیثیت مسلمان ہونیکے میرے دل کو کسقدر صدمہ یہ سنکر ہوا ۔ لیکن چونکہ فساد کا خطرہ تھا اسلئے ہمیں صبر سے کام لینا پڑا ۔ ایک مشرک کو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ رحمۃ للعالمین فخر اولین و آخرین افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت نہیں بلکہ فضیلت دی جا رہی تھی ۔ طرہ یہ تھا کہ مسلمان علماء ہندوؤں کے ہم نوا ہو گئے ۔ اور احمدی درد مندوں کی آواز نقارخانہ میں طوطی کی آواز ہو گئی ۔ بڑے بڑے اہل الرائے اصحاب اس رَو میں بہ گئے ۔

مگر آسمان و زمین کا مالک سب کچھ دیکھ رہا تھا اسلام کی حمایت کے لئے اور دنیا سے لوگوں کا دل چھڑانے کے لئے اُس نے اپنے مسیح موعود کو بھیجا تھا لیکن نااہلوں نے بجائے اس کے کہ اسکے ساتھ ہوتے مذہب کا خاتمہ کرنا چاہا ۔ امام جماعت احمدیہ نے ہر ایسے نازک موقعہ پر مشعل ہدایت دکھائی مگر احمدی جماعت کو سی ۔ آئی ڈی کے ممبر سمجھا گیا کہ یہ گورنمنٹ کی خیر خواہ جماعت ہے ۔ یہ سرکار سے جاگیروں اور خطاب کے متمنی ہیں ۔ حالانکہ امام جماعت نے جو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دنیا بھر میں ایک لاثانی فرد ہے انکو وہ بتلایا جو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا اور جسپر چلکر مسلمان اسوقت اپنی کشتی گرداب میں سے بچا سکتے تھے مگر تھوڑے تھے جنھوں نے اُسکی معقول تقریروں یا تحریروں پر کان دھرا ۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دو قوموں کی فتنہ پردازیوں سے قرآن کریم میں بالخصوص ڈرایا تھا ۔ ایک یہود اور دوسرے مشرکین ۔ مؤخر الذکر میں یہ اہل ہنود شامل تھے یہ قوم شروع ہی سے اسقدر فتنہ پرداز واقع ہوئی ہے کہ انہوں نے شاہان اسلام کی عظیم الشان سلطنت کے استیصال کیلئے کمیٹیاں بنائیں اور اس کو کھوکھلی کر کے آخر میں مغل امپائر کا خاتمہ کر کے چھوڑا ۔ اپنے مطلب براری کیلئے ہر جائز و ناجائز ذریعہ سے کام لینے کو یہ ایک وہ وقت تھا کہ اکبر و شاہجہاں کے وقت میں بڑے بڑے معزز راجپوت مسلمانوں کو بیٹیاں دینی فخر سمجھتے تھے مگر ایک وہ وقت آیا کہ انھوں نے انکے خلاف سازشیں کر کے انکی ایسی وسیع سلطنت کو ستیاناس کر دیا ✤

اب تاریخ نے اپنا ورق اُلٹا ۔ انگریزی حکومت کے برخلاف وہی وطیرہ اختیار کیا گیا اور طرح طرح کے سبز باغ دکھا کر مسلمانوں کو بھی اپنے ساتھ گانٹھا گیا مگر یہ ساری حیلہ بازی اسلئے تھی کہ مسلمانوں کے ساتھ درحقیقت انکا یارانہ ہو گیا تھا بلکہ مطلب صرف یہ تھا کہ انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دیا جاوے ۔ اور مسلمان جو ہندوستان میں قلیل التعداد ہیں ان سے بعد میں نبٹ لیا جاوے ۔ اور ہندوستان کو ہندوؤں کے لئے مخصوص کیا جاوے ۔

جب یہ نیتیاں دلوں میں ہوں اور اوپر سے پھوڑے کی طرح چکنی ہوں تو یہ اتحاد کسطرح دیرپا ہو سکتا تھا آخر اس علیم و خبیر ہستی نے مسلمانوں کو اُن سے خبردار کر دیا ۔ اے کاش مسلمان مآل اندیشی سے کام لیں اور اب بھی سمجھیں ۔ انکو بھولا نہ چاہیئے کہا ہے صبح جو جاسے اور آسے شام ✤ باقی دارد ✤

شیخ احمد احمدی کلرک ۔ از شملہ

مبارکباد

مبارک! مبارک!! مبارک!!!

آج کیا ہے؟

دارالامان قادیان کی سرزمین میں غیر معمولی رونق پائی جاتی ہے۔ ہر متنفس بلکہ ہر در و دیوار سے مسرت و شادمانی ٹپکتی ہے۔ آخر اسکا کوئی باعث بھی ہے ؎

لچک ہے شاخوں میں جنبش ہوا سے پھولوں میں
بہار جھول رہی ہے خوشی سے جھولوں میں

دیکھو اور سنو سنو طائران قدس کہہ رہے ہیں کہ آج ۱۲ جون بروز سہ شنبہ صبح کے وقت سیدنا حضرت **خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز** کے مشکوئے معلّی حرم ثالث میں

فرزند ارجمند تولد ہوا

آج کا دن نہایت ہی بابرکت اور افضال الٰہی کا جاذب ہے ہاں یہ وہ دن ہے کہ جسمیں حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئی جو حضور نے ان الفاظ میں فرمائی تھی پوری ہوئی

بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سُبحان مَن یّرانی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا دیرینہ خادم **الحکم** اپنی اور تمام قوم کی طرف سے خاندان نبوۃ اور حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اور جناب سید عبدالستار صاحب اور انکے جملہ متعلقین کی خدمت میں صدق دل سے **مبارکباد** پیش کرتا ہے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اور آخر میں دعا کرتا ہے کہ اس مولود مسعود کو مثل مہر و ماہ درخشندہ رکھ اور اس کے وجود کو اسلامی ترقیات کے لیے موجب بنا آمین۔

خاکسار **محمد یوسف علی** ابن شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان دارالامان۔
۱۲ جون ۱۹۲۳ء

اکرن اور چالنی گنج کے متعلق آریوں کا صریح جھوٹ

موضع اکرن اور چالنی گنج (ریاست بھرت پور) کے مرتد شدہ لوگوں کی تحریری درخواست پر ۳۰ مئی ۱۹۲۳ء کو ہم نے ان کو دوبارہ مسلمان کیا تھا۔ اس کی اطلاع اور اس کے بعد کے حالات جو علاقہ کی پولیس کے دخل دینے سے پیدا ہوئے اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ اب کئی دن کے بعد "بھارتیہ ہندو شدھی سبھا آگرہ" نے ایک مضمون شائع کیا ہے۔ جس میں ان لوگوں کے جنیئو توڑ کے۔ کلمہ طیبہ پڑھ کر دوبارہ مسلمان ہونے۔ مسلمان راجپوتوں کے ساتھ کھانا کھانے اور مسلمان سقوں کی مشکوں سے پانی پینے سے قطعاً انکار کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

"آجکل ہمارے مسلمان بھائی ہر جائز و ناجائز طریق سے بچھڑے ہوئے بھائیوں کے ملاپ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ حال ہی میں انھوں نے شدھی سبھا کی ناکامیابی اکرن اور چالنی گنج کے متعلق ایک مضمون شائع کر کے غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کی ہے۔"

اس کے ساتھ ان دیہات کے دو تین آدمیوں کی طرف منسوب کر کے حسب ذیل تحریر شائع کی ہے:

"مسلمانوں نے ہمارے متعلق اپنے اخباروں میں جو یہ غلط خبر چھپائی ہے کہ موضع اکرن اور چالنی گنج کے رہنے والے راجپوتوں کے ۳۲ گھر مسلمان ہو گئے ہیں یہ بالکل جھوٹ ہے جس سے ہمارے دلوں کو سخت چوٹ لگی ہے۔ ہم مسلمان نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی مسلمانوں کے ساتھ ہم نے کھانا کھایا ہے بلکہ ہم لوگ پہلے کی طرح اپنے دھرم پر مستحکم ہیں۔ میاں لوگوں نے ہمیں اور شدھی سبھا کو بدنام کرنے کے لیے یہ ایک شرارت کی ہے۔ ہم اپنے بھائیوں کو بتا دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ ان جھوٹے میاں لوگوں سے بچے رہیں۔" ملاپ ۱۴ جون ۱۹۲۳ء۔

گویا ان لوگوں کے مسلمان ہونے کا کوئی واقعہ ہی نہیں ہوا اور ہم نے ان کے متعلق جو اطلاع شائع کی تھی وہ بناوٹی اور فرضی تھی۔ اگرچہ آریوں کی پیش کردہ تحریر خود بتا رہی ہے کہ یہ کن ہاتھوں کی کارستانی ہے اور ان دنوں جن حالات سے وہ لوگ گزر رہے ہیں جو مسلمان ہوئے۔ ان میں آریوں کا کسی تحریر پر انگوٹھے لگوا لینا کوئی بڑی بات نہیں لیکن اس کی اشاعت سے ایک ایسا اہم سوال ہو گیا ہے کہ جسکا تصفیہ نہایت ضروری ہے اور وہ یہ کہ اکرن اور چالنی گنج کے متعلق ہم نے جو اعلان کیا تھا۔ آریوں نے اسکا قطعاً انکار کرتے ہوئے اسکے بالکل خلاف اطلاع شائع کی ہے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو یہ کہ ہم نے جو کچھ لکھا وہ صحیح نہیں یا پھر یہ کہ آریوں نے اسکے خلاف جو اعلان کیا وہ غلط اور سراسر جھوٹ ہے۔ چونکہ ہم ایک مذہبی اور تبلیغی جماعت ہیں۔ اور آریوں کا بھی اپنے متعلق یہی دعویٰ ہے اسلئے فریقین میں سے جس فریق نے بھی جھوٹ شائع کیا اُس نے بہت بڑا جُرم کیا ہے اور وہ ہرگز مذہبی تبلیغ کرنے کا اہل نہیں۔ اس وجہ سے اس معاملہ کی خاص طور پر تحقیقات ہونی ضروری ہے جسکی صورت یہ ہے کہ غیر متعصب ہندو مسلمان معززین کا ایک کمیشن مقرر کیا جائے جس کے سامنے ہم یہ ثبوت پیش کرینگے کہ جن لوگوں کے متعلق ہم نے اعلان کیا ہے۔ انھوں نے ۳۰ مئی کو ہرجیت سنگھ کی چوپال میں کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا اقرار کیا۔ مسلمان راجپوتوں کے ساتھ کھانا کھایا۔ مسلمان سقوں کی مشکوں سے پانی پیا۔ اور آریہ یہ ثابت کریں گے کہ اس تاریخ ایسا کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں۔ مبلغین جماعت احمدیہ قادیان کے امیر جناب چوہدری فتح محمد خان صاحب۔ ایم اے اُسدن نہ اکرن گئے نہ کسیکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا نہ شدھی سے تائب ہونے والے ملکانوں نے دعوت کھائی۔ نہ جنیئو توڑے۔ نہ مسلمان سقوں کی مشکوں سے پانی پیا۔ پھر کمیشن جس فریق کے خلاف فیصلہ دے اُس سے کم از کم دو ہزار روپیہ بطور جرمانہ وصول کرنے **کا دوسرے فریق کو حق ہوگا۔**

کیا آریہ اسکے لیئے تیار ہوں گے۔ تجربہ بتاتا ہے کہ ہرگز تیار نہ ہوں گے اور ہو بھی کسطرح سکتے ہیں جبکہ انہوں نے ایسا کھلا جھوٹ بولا ہے کہ کیسری جیسے کٹر آریہ اخبار نے بھی اس کے ساتھ کی دوسری اطلاعیں تو شائع کر دی ہیں مگر اکرن والی اطلاع درج نہیں کی۔ اسی طرح پرتاب نے بھی اسکو شائع نہیں کیا۔

ہم نے اکرن اور چالنی گنج کے لوگوں کے مسلمان ہونے کی جو اطلاع شائع کی ہے اس کے تحریری ثبوت بھی ہمارے پاس موجود ہیں جنہیں ہم ہر وقت پیش کرنیکے لیے تیار ہیں۔ ہاں لوگوں کے مسلمان ہونیکے بعد حالات نے جو صورت اختیار کی ہے وہ اخبارات میں شائع ہو چکی ہے اور آئیندہ بھی ہوتی رہیگی مگر اس سے بھی یہی ظاہر ہے کہ وہ لوگ دوبارہ مسلمان ضرور ہوئے۔

چونکہ آریہ صاحبان جانتے ہیں کہ مرتد ہونیوالے لوگوں کے دوبارہ مسلمان ہونیکی خبر سے انکی شدھی کا جال بالکل تار تار ہو جاتا ہے اسلیئے انہوں نے صداقت کو بالکل خیرباد کہہ کر واقعہ کا ہی انکار کر دیا ہے۔ مگر اس سے بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آریہ کس جرأت اور دلیری سے جھوٹ بولتے اور کسطرح روز روشن میں لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

خاکسار **عبدالمغنی خان** نائب امیر
احمدیہ وفد المجاہدین۔ آگرہ
۱۵ جون ۱۹۲۳ء

ترکیب بند

عام مسلمانوں سے خطاب

از جناب منشی نعمت اللہ خان صاحب انور مہاجر قادیان

نمبر (۱)

مسلمانو! خدا کے واسطے چھوڑ و تن آسانی
چلو اُٹھو بڑھو روکو چلی تم سے مسلمانی

پڑے سوتے ہو غفلت میں نہیں مطلق خبر تمکو
عدو کرنے لگا ہے قصروں کی حسا نہ ویرانی

تمھارا فرض تھا کرنا حفاظت دین احمد کی
مگر اسلام کی تم نے حقیقت کچھ نہ پہچانی

کبھی فرصت نہیں ملتی تمھیں آپس کے جھگڑوں سے
بنا ہے ایک فرقہ دوسرے کا دشمن جانی

زمانہ میں کبھی شہرت تھی اسلامی اخوت کی
اُسے افسوس کھو بیٹھے ہیں اُلٹی دشمنی ٹھانی

محبت ہے نہ داراری نہ ہمدردی نہ غمخواری
کدورت سے بھری دل میں تو سر میں جہل نادانی

تعجب ہے کہ یہ خصلت کہاں سے تم نے سیکھی ہے
نہ تھا شیوہ بزرگوں کا نہ ہے تعلیم قرآنی

تمھیں آپس کی اَن بن نے بہت کمزور کر ڈالا
رہی قوت نہ روحانی نہ اب طاقت ہے جسمانی

تمھاری دیکھ کر حالت بن آئی خوب اعدا کی
کہیں ہیں آریہ آگے کہیں لڑتے ہیں نصرانی

خدا کے واسطے چھوڑو یہ خانہ جنگیاں کب تک
تمھاری اس حماقت پر زمانہ کو ہے حیرانی

ہوئے ہیں متفق اعدا کہ دین حق مٹا ڈالیں
اُٹھو ایثار دکھلاؤ کرو بڑھ بڑھ کے قربانی

بہم ملکر کرو کوشش بچاؤ وار اعدا کے
بہت پر زور حملہ کر رہی ہے فوج شیطانی

وگرنہ خود خدا ہوگا محافظ دین احمد کا
نہیں ٹلنے کا یہ ہرگز کہ ہے فرمان قرآنی

تمھارے حال پر اُس دم یہ مصرعہ آئیگا صادق
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

صداقت کو نہ مانا گر یونہی ذلت اُٹھاؤ گے
کوئی شوکت کوئی عظمت کوئی عزت نپاؤ گے

نمبر ۲

مجاہدین کے متعلق

ادھر آؤ وفاداروں کی آکے انجمن دیکھو
زمانہ میں کہاں ہیں ایسے پابند سخن دیکھو

مسیح وقت نے اصلاح کی ہے جنکی اب آکر
بہار بےخزاں ہیں وہ نہالان چمن دیکھو

اگر ہے دیکھنا منظور اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو
تو آکر قادیاں خدام احمد کا چلن دیکھو

نہ بدعہدی کی خو ان میں نہ غداری کی بو انمیں
خدا کا فضل ہے کوئی نہیں توبہ شکن دیکھو

دل وجاں سے ہیں شیدائی امام وقت کے اپنے
اطاعت کی بندھی ہے سبکی گردنمیں رسن دیکھو

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ صدا سنکر بڑھے آگے
کہا لَبَّیْکَ یہ ایثار جان و مال وتن دیکھو

جو کرنا ہو وہ استقلال سے بہت سہی کرتے ہیں
سمجھتے ہیں اُسے آساں جو ہو مشکل کٹھن دیکھو

ملا جب حکم فوراً راجپوتانہ میں جا پہنچے
مجاہد فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ چلے ہو کر مگن دیکھو

خدا کا شکر کرتے ہیں عطا کی دین کی خدمت
رضائے حق تعالی کے لیئے چھوڑا وطن دیکھو

خدا کی راہ میں مرنے کو یہ جینا سمجھتے ہیں
نہ ہے کچھ جان کا خطرہ نہ ہی پروائے تن دیکھو

یہ مفسد آریہ ملکانوں کو مرتد بناتے ہیں
جواب انکو دیا جاتا ہے جو دنداں شکن دیکھو

مصائب اور تکلیفیں وہ جنمیں سے گزرتے ہیں
وہی ہیں جو صحابہؓ پر پڑی تھیں مِن وعَن دیکھو

اگرچہ سخت گرمی ہے لوئیں چلتی ہیں شدت سے
اور ایسی دھوپ پڑتی ہے کہ ہوں کالے ہرن دیکھو

ہوائیں تیز پھر اڑتی ہوئی وہ ریت جنگل کی
سروں پر آفتاب گرم ہے آتش فگن دیکھو

پڑے ہیں پاؤں میں چھالے۔ لہو بہتا ہے زخموں سے
اور اُس پر خار صحرا دشمنان سر شکن دیکھو

بلا کی تشنگی۔ پانی کی قلت جھوت کا جھگڑا
سفر ایسے میں ہو کرنا تو کیسا ہے کٹھن دیکھو

مجاہد پر نہیں رُکتے کیئے جاتے ہیں کام اپنا
رُکیں کیونکر کہ ہے اسلام کی دلمیں لگن دیکھو

کیا ہے قول کو پورا صداقت اسکو کہتے ہیں
مصیبت سے نہ منہ موڑا اطاعت اسکو کہتے ہیں

نمبر ۳

مولویوں کے متعلق

زمانہ کے یہ عالم دیکھو کیا کردار کرتے ہیں
وہی اسلام سے کرتے ہیں جو اغیار کرتے ہیں

بنے ہیں دین کے عالم یہ اچھی دین داری ہے
لڑیں اعدائے دیں سے ہم تو ہم پر وار کرتے ہیں

محافظ ہوں اگر ایسے تو پھر دیں کا خدا حافظ
حصار دیں کی جو دیوار دل کو جو مسمار کرتے ہیں

زمانہ سے مٹیں فتنے بتاؤ تو مٹیں کیونکر
ہزاروں فتنے پیدا یہ دم رفتار کرتے ہیں

ادھر دل کی خوشی کرنا اودھر یاروں کا دل رکھنا
عجب انداز ہیں ان کے دو طرفہ وار کرتے ہیں

وہ ان کے کارنامے ہیں کہ جنکو لوگ سُن سُن کر
ہیں رکھتے ہاتھ کانوں پر اور استغفار کرتے ہیں

زبان حال سے ان کو زمانہ نے بہت روکا
مگر اب تک وہی کرتے ہیں جو اغیار کرتے ہیں

سناتن۔ آریہ۔ جینی۔ ملے بیٹھے ہیں آپس میں
یہ ملکر کام کرنے سے مگر انکار کرتے ہیں

ہم ان کو کیوں کھٹکتے ہیں لیا ہے ہمنے کیا انکا
جہاں دیکھو ہمارے ساتھ یہ تکرار کرتے ہیں

کوئی ملکانہ جب ہم سے کرے تعلیم دیں حاصل
اُسے دیدے کے دھوکے ہم سے یہ بیزار کرتے ہیں

ہمیں کافر یہ کہتے ہیں ذرا دیکھیں حدیثوں کو
بیاں کیا انکی حالت سیدا برار کرتے ہیں

اگر علماؤ ہم شَرٌّ کے معنے یہ نہ سمجھے ہوں
تو پھر ہم سے سمجھ لیں حق کو ہم اظہار کرتے ہیں

گئے تھے راجپوتانے کریں گے دین کی خدمت
مگر آپس میں لڑ لڑ کر یہ مٹی خوار کرتے ہیں

لڑائی دیکھ کر ان کی کہیں کیونکر نہ ملکانے
یہی دیں کا نمونہ ہے جو یہ اظہار کرتے ہیں

یہ کہتا ہے اُسے کافر وہ کہتا ہے اسے کافر
یہ آپس میں ہمیشہ کفر کا بیوپار کرتے ہیں

بناتے ہیں یہ کافر اور ہم مومن بناتے ہیں
ہمارے پاس رہ کر دیکھیں کیا دیندار کرتے ہیں

اگر منظور ہے عزت تو جھگڑے چھوڑ دو سارے
نفاق و جہل کے جتنے بندھن توڑ دو سارے

نمبر ۴

دل سے مخاطبہ

نہ گھبرا اے دل مضطر وہ آیا وقت نصرت کا
ہوئی کافور وہ ظلمت وہ چمکا نور وحدت کا

کوئی مشکل نہیں ایسی کہ ہو اللہ کو مشکل
وہ دم بھر میں پلٹ دیتا ہے نقشہ بادشاہت کا

بَلٰی اِنَّ تَصْبِرُوْا پر کر نظر اول سے آخر تک
کہ ہے قرآن میں موجود مژدہ اس بشارت کا

کوئی صادق جب اُسکے در پہ جاکر گڑگڑاتا ہے
تو آجاتا ہے دریا جوش میں اُس کی حمایت کا

کبھی اپنے پرستاروں کو وہ ضائع نہیں کرتا
مگر لیتا ہے اکثر امتحاں رشد و سعادت کا

کوئی تدبیر جب یہ دشمنان دیں کرتے ہیں
اُلٹ کر اُنپہ جا پڑتا ہے منصوبہ شرارت کا

عرب۔ انگلینڈ۔ جرمن۔ شام۔ امریکہ۔ وافریقہ
خدا کا شکر قائل ہو رہا ہے احمدیت کا

شکاگو۔ مصر برلن۔ مارشیش۔ ناجیریہ بصرہ
ہوا ہے معتقد ہر ایک اسلامی شریعت کا

زمیں کے گوشہ گوشہ میں ندا توحید کی پہنچی
ہے قصہ مختصر بویا گیا ہے بیج وحدت کا

سوا تیرے کہیں کس سے ہمیں یوپی میں اب جاکر
خدایا سامنا کرنا پڑا ہے کس شرارت کا
مقابل آریہ آتے تو آتے - دیں کے ہیں دشمن
ہمیں رونا پڑا ہے مولویوں کی حماقت کا
اِدھر طرزِ عمل انکا سراسر کفر کا حامی
اُدھر دشمن سے سمجھوتہ ہے درپردہ ریاست کا
تو پھر یہ آریہ بیباک ہو کر کیوں نہ کھُل کھیلیں
جسے دیکھو وہی دم بھرتا ہے اُن کی حمایت کا
ریاست نے کیا جو کچھ نہ تھا شایاں ریاست کے
بنایا ہے تعصب نے مددگار آریہ مت کا
صریحاً ظلم ہوتا ہے ریاست کچھ نہیں کہتی
غضب ہے اسپہ بھی دعوٰی ہے الصداقت و عدالت کا
زبردستی کسی دیں میں کسی دیں پر نہیں جائز
ریاست میں گلا گھٹتا ہے کیوں ناحق رعیت کا
مناسب تھا کہ صلح و آشتی سے اور دلائل سے
ہمارے ساتھ آکر فیصلہ کرتے صداقت کا
بھلا ان آریوں سے مولویوں سے ریاست سے
بچائیں دینِ حق کس کس سے موقعہ ہے حمیت کا
اگرچہ ناتواں ہم ہیں - ہیں جس کے وہ توانا ہے
بہت کمزور ہیں پر زور رکھتے ہیں صداقت کا
جسے ہو حوصلہ آئے صداقت اپنی دکھلائے
ابھی دکھلائیں گے ہم آئینہ اس کی حقیقت کا
قیامت تک رہے گا دینِ احمد مٹ نہیں سکتا
اُٹھایا ہے خدا نے بار خود اسکی حفاظت کا
کوئی طاقت نہیں ایسی گھٹائے اسکی طاقت کو
گھٹے طاقت دکھائے زور اسکو دینی طاقت کا
ہمارا کام ہے تبلیغ دیں ہم کرکے چھوڑینگے
ہے جبتک دم میں دم الْنور کبھی ہم منہ نہ موڑینگے

حکیم محمد یعسوب مونگیری کا چیلنج منظور

حکیم محمد یعسوب مونگیری نے اپنے رسالہ "آئینہ کمالات مرزا" مطبوعہ مطبع روحانیہ مونگیر در ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ کے صفحہ ۰ پر بعنوان "مرزائی احمدیہ آگاہ ہو جائیں" ایک چیلنج جماعت احمدیہ کے ممبروں کے نام شائع کیا ہے۔ افسوس ہے کہ حکیم صاحب نے یہ چیلنج کسی ممبر کے نام ارسال نہیں کیا جو ان کی بزدلی کا بین ثبوت ہے آج یہ چیلنج میری نظر سے گذرا جسکے الفاظ یہ ہیں

"مرزائی احمدی آگاہ ہو جائیں"

آپ کی خیر خواہی کے لیئے خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے مرزا صاحب کی حالت کے بیان میں چالیس سے زیادہ رسائل نکل چکے اور نکل رہے ہیں۔ آپکے بڑے اُن کے جواب سے عاجز ہیں مگر آپ کو دام فریب میں روکنے کے لیئے ان رسالوں کے دیکھنے سے روکتے ہیں - (لعنتہ اللہ علی الکاذبین ناقل) اور کہہ دیتے ہیں کہ محض جھوٹ بولا ہے۔ افترا کیا ہے - کسی وقت محض غلط اور بیہودہ طور سے اعتراض کا جواب دیتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اس رسالہ میں ۷ امور ذیل لکھے گئے ہیں - فاتح قادیان (خاکش بدہن ناقل) کے مقابلہ سے مرزا صاحب کا عاجز اور جھوٹا ہونا - ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب کے مقابلہ مرزا صاحب کا ذلیل و جھوٹا ہونا اپنے بڑے بھائی کے جواب سے عاجز رہنا اور جھوٹا ثابت ہونا - حضرت مسیح کے چار بھائی بہن حقیقی بتانا اور انہیں یوسف نجار اور مریم کی اولاد کہنا انبیاء کی سخت توہین تحقیقی طور سے مرزا صاحب کی نسبت عبرتناک خواب فرشتہ قادیان کا خلیفہ قادیان کو معزول کرنا اور مرزا صاحب کے کذب کا نمونہ اب میں تمام جماعت احمدیہ سے کہتا ہوں کہ ان مضامین میں سے اگر ایک مضمون بھی جھوٹا اور غلط مجمع عام میں ثابت کردے تو میں پانسو روپیہ اُسے دوں گا - اور اگر ایسا نہ کرسکے تو میں اُسے گمراہی سے توبہ کرنیکی دعوت دیتا ہوں"۔ (خادم العلماء والحکماء محمد یعسوب مونگیری ماہ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ)

بلفظہ تا انتہیٰ -

لہٰذا حکیم صاحب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ خدا کے فضل و رحم سے آپ کے مطالبات کا جواب مجمع عام میں دینے کے لیئے تیار ہے - پس آپ مبلغ پانسو روپیہ کسی امین کے پاس جمع کرا کر فی الفور رسید بھیجیں مقام تصفیہ فریقین کی مرضی پر منحصر ہوگا اور متنازعہ فیہ کے فیصلہ کی مفصلہ ذیل صورتیں ہوں گی۔

(۱) خود حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مخالفین کی مطبوعہ تحریروں سے فریقین کو باہر نہیں جانا ہوگا۔

(۲) ثالث کا فیصلہ حلفیہ بالفاظ ذیل ہوگا۔

"میں مسمیٰ فلاں ابن فلاں .... جو فریقین کی رضا سے ثالث مقرر کیا گیا ہوں۔ اپنے خالق کو حاضر و ناظر جان کر جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے - یہ فیصلہ دیتا ہوں - اگر میں اس فیصلہ میں کسی فریق کی رعایت کرتا ہوں تو اے میرے وہ خدا جس کی دلوں پر نظر ہے میں صدق دل سے تیرے حضور دعا کرتا ہوں کہ مجھ پر اور میرے بیوی بچوں پر وہ عذاب شدید نازل فرما جس سے تیری مخلوق صدق و کذب میں تمیز کرسکے - آمین ثم آمین"

جسپر تمام حاضرین بالجہر آمین کہیں گے۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ امر متنازعہ فیہ پر فریقین کی تین تین تقریریں ہونے کے بعد بھی اگر کوئی صورت فیصلہ کی نظر نہ آوے تو مباہلہ پر فیصلہ رکھا جائے اگر فیصلہ خدائی (مباہلہ) ہماری تائید میں ہو تو آپ کو پانصد روپیہ جو امین کے پاس جمع ہوگا ہمیں دینا ہوگا۔

نوٹ امور متنازعہ فیہ میں سے پیشگوئی ڈاکٹر عبد الحکیم پٹیالوی یا ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ کوئی ایک زیر بحث ہوگا - فقط امن کے لیئے پولیس کا انتظام حکیم صاحب کے ذمہ ہوگا۔

اے مونگیر کے حق پسند لوگو اور حکیم صاحب کے ہوا خواہو! آپ لوگوں کو چاہیئے کہ اب حکیم صاحب کو آمادہ کرو کہ وہ حق و باطل میں ہمیشہ کے لیئے مجمع عام میں فیصلہ کردیں۔

خاکسار ڈاکٹر ایم عبد الصمد عمر احمدی - ایل - ایم - ایم - بی منیجر کارخانہ دار الشفاء قادیان ضلع گورداسپور - پنجاب

اطلاع ضروری

قائم مقام ناظر بیت المال قادیان کی طرف سے

(۱) میں نے شروع اپریل میں زمیندار جماعتوں میں ایک فارم اجناس کا طبع کرا کر ارسال کیا تھا جسمیں تمام جماعتوں کے کارکنوں کی خدمت میں التماس کی گئی تھی کہ تمام زمیندار دیہات سے ہر قسم کی پیداوار جنس وغیرہ فصلات بشرح اڑھائی سیر فی من وصول کیا جاوے اس کے بعد متعدد چٹھیوں اور اخبارات کے ذریعہ بھی یاددہانی کرائی گئی تھی لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ابھی تک اس طرف ایسی توجہ نہیں ہوئی جیسی کہ احباب کے اخلاص اور دینی خدمت کے جوش سے توقع کی جاتی تھی - اسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ گذشتہ سالوں کی نسبت اس سال میں سستی اور کمی نظر آرہی ہے - لیکن چونکہ ابھی وقت باقی ہے اسلیئے بذریعہ چٹھی ہذا میں اپنے تمام کارکن احباب کی خدمت میں بڑے زور سے عرض کرتا ہوں کہ وہ فوراً اُٹھ کھڑے ہوں اور وقت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور اپنی ہمت صرف کردیں تا سال رواں کے بجٹ میں کسی قسم کی کمی نہ رہ جاوے - غلہ کی فراہمی میں اس امر کا خیال رکھا جاوے کہ ہر دوست سے نقشہ مرسلہ کے مطابق یعنی ۲½ سیر فی من غلہ وصول کرنیکی کوشش

کی جاوے۔ اور بعد فراہمی غلہ مناسب نرخ پر فروخت کر کے جلد روپیہ ارسال کیا جاوے۔

(۲) زکوٰۃ کا روپیہ وصول کرنے میں پوری توجہ نہیں کی گئی ہے اس واسطے صاحب زکوٰۃ احباب سے زکوٰۃ کی وصولی میں خاص کوشش کی جاوے اور رقم بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز یا ناظر بیت المال قادیان کے نام پتہ سے ارسال کی جاوے میں سمجھتا ہوں کہ اگر زکوٰۃ کی وصولی کا انتظام پورے انتظام اور پوری توجہ سے احباب کرام فرماویں تو اس مد کا چندہ بہت زیادہ وصول ہو سکتا ہے لیکن محنت اور توجہ درکار ہے۔

(۳) یہ بات بارہا احباب کے نوٹس میں آچکی ہے کہ چندہ ماہواری وغیرہ ہر مہینہ کی ۲۰ تاریخ تک اس دفتر میں آنا ضروری ہے کیونکہ اخراجات ماہواری ہیں ادا کرنے پڑتے ہیں اسلئے ضروری ہوا کہ آمد بھی باقاعدہ ماہواری وصول ہو۔ پس کارکن احباب مہربانی فرما کر ہر ماہ کی بیس تاریخ تک چندہ ارسال فرمانے کی کوشش فرماویں

(۴) ابتی ششماہی اول کے گوشوارہ سے کارکنان جماعت کو اور دیگر ممبران جماعت کو علم ہو گیا ہوگا کہ ۱/۴ جماعتوں نے اپنے نصف بجٹ کو کیا ہے باقی ۳/۴ جماعتوں نے نصف بجٹ سے کم وصول ہوا ہے۔ دفتر سے ایک چٹھی ارسال کی گئی ہے جس میں بڑے زور سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ ۳۰ ستمبر تک اپنے بجٹ کی کمی کو پورا کرنے کی ہی طرف پوری توجہ نہ فرماویں بلکہ اپنی آپ کو مقررہ بجٹ سے بڑھاویں اور اگر اس کمی کی خاص وجہ ہو تو اس سے بھی مطلع فرماویں تاکہ اسپر غور کر لیا جاوے۔

(۵) چندہ مسجد برلن کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ایک اعلان اخباروں میں شائع ہو گیا ہے۔ اور دفتر ہذا کی طرف سے بھی الگ طبع کرا کر سب جماعتوں میں ارسال کیا گیا ہے اسکے متعلق جناب کی ضروری توجہ درکار ہے کیونکہ مسجد کا کام شروع ہے۔ اور روپیہ کی ضرورت ہے جن بہنوں کے ذمہ بقایا ہو فوراً روانہ کریں اور جو بہنیں ابھی تک حصہ نہیں لے سکیں انکو چاہیئے کہ اس زریں موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ حضور کا ان پر احسان ہے کہ حضور نے ان کے واسطے عظیم الشان دینی خدمت کے لیئے دوسرا موقع

(۶) ملکانہ فنڈ کے واسطے سب جماعتیں اپنے اپنے احباب میں تحریک فرماویں۔ جو احباب ایک ایک سو روپیہ کی قربانی کر سکیں ان سے اس کا روپیہ وصول کر کے ارسال کیا جاوے جماعت کے کھاتہ میں ضرور یہ رقم درج ہوگی مگر بجٹ میں مجرا نہ ہوگی۔

(۷) جو پروگرام دفتر ہذا کی طرف سے شروع سال میں شائع کیا گیا تھا اس میں اسبات پر زور دیا گیا تھا کہ بقایاجات خواہ چندہ عام کے ہوں یا چندہ خاص کے خصوصیت سے اس سال وصول ہوں تاکہ جلسہ سالانہ کے وقت یہ اعلان کیا جاوے کہ سب جماعتوں سے بقایا وصول کیا گیا ہے۔ اسلیئے احباب کو پھر میں توجہ پر یاد دلاتا ہوں کہ چندہ عام و خاص کی بابت سعی فرماویں

(۸) اور اس پروگرام میں یہ امر بھی نوٹس میں لایا گیا تھا کہ تمام ایسے احباب کو جو کسی نہ کسی جماعت میں منسلک نہیں ان کو چاہیئے کہ فوراً اپنی جماعت سے مل جاویں یعنی وہ یا تو اپنی جگہ جماعت قائم کرلیں یا اپنے قرب و جوار کی جماعت میں شامل ہوں یا اپنے وطن کی جماعت میں داخل ہو جاویں۔ ورنہ مجھے اطلاع کریں تاکہ میں انکو کسی نہ کسی جماعت میں داخل کردوں لیکن ابھی تک بعض احباب ہیں جنکی توجہ اسطرف نہیں ہوئی ان کو پھر توجہ دلائی جاتی ہے

(۹) یہ بات یاد دلانا ضروری ہے کہ سب جماعتیں اپنے اپنے مقررہ بجٹ کو ملاحظہ فرماویں اور پھر اپنی مرسلہ رقوم کو ملاحظہ فرماویں جو کمی ان کے بجٹ میں ہو اسے ۳۰ ستمبر تک پورا کرلیں۔ اسوجہ سے کہ عام طور پر یہاں کے اخراجات بجٹ کے مطابق رکھے جاتے ہیں۔ اگر بجٹ کے مطابق آمد نہ ہو تو اخراجات کیسے پورے کیئے جاویں۔ لہذا ہر ایک جماعت کا فرض ہے کہ اپنے بجٹ کو ۳۰ ستمبر تک ضرور پورا کرلیں

(۱۰) رقم چندہ ارسال کرتے وقت یہ ضروری ہے کہ احباب کوپن پر اپنی جماعت کا نام جس کے کھاتہ میں رقم جمع کی جاوے ضرور لکھدیا کریں۔ ورنہ ان کے حساب میں رقم جمع ہونی محال ہے۔ نیز رقوم مرسلہ کی تفصیل بھی ساتھ ہی کوپن میں دینا ضروریات سے ہے۔

قائم مقام ناظر بیت المال قادیان

کلمات طیبات

حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا اسوقت تک پرانے خیالات نہیں چھوڑ سکتا اسلیئے جب آدمی کسی نئی بات کو سنے تو اُسے یہ نہیں چاہیئے کہ سنتے ہی اُسکی مخالفت کے لئے طیار ہو جاوے بلکہ اسکا فرض ہے کہ اسکے سارے پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور انصاف اور دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے خوف کو مدنظر رکھ کر تنہائی میں اسپر سوچے۔ میں جو کچھ اسوقت کہنا چاہتا ہوں وہ کوئی معمولی اور سرسری نگاہ سے دیکھنے کے قابل بات نہیں بلکہ بہت بڑی اور عظیم الشان بات ہے میری اپنی بنائی ہوئی بات نہیں بلکہ **خدا تعالیٰ کی بات** ہے اسلیئے جو اسکی تکذیب کے لیئے جرات اور دلیری کرتا ہے وہ میری تکذیب نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب پر دلیر ہوتا ہے۔ مجھے اُسکی تکذیب سے کوئی رنج نہیں ہو سکتا البتہ اُسپر رحم آتا ہے کہ نادان اپنی نادانی سے خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتا ہے۔

یہ بات مسلمانوں میں ہر شخص جانتا ہے اور غالباً کسیکو بھی اس سے بیخبری نہ ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کو بھیجتا ہے جو دین کے اس حصہ کو تازہ کرتا ہے جسپر کوئی آفت آئی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ مجددوں کے بھیجنے کا اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے موافق ہے جو اُس نے انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحٰفظون میں فرمایا ہے پس اس وعدہ کے موافق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پیشگوئی کے موافق جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر فرمائی تھی یہ ضروری ہوا کہ اس صدی کے سر پر جس میں سے اُنیس برس گزر گئے کوئی مجدد اصلاح دین اور تجدید ملت کے لئے مبعوث ہوتا۔ اس سے پہلے کہ کوئی خدا تعالیٰ کا مامور اس کے الہام اور وحی سے مطلع ہو کر اپنے آپ کو ظاہر کرتا مستعد اور سعید فطرتوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ صدی کا سر آجانے پر نہایت اضطراب اور بیقراری کے ساتھ اس مرد آسمانی کی تلاش کرتے اور اس آواز کے سننے کیلیئے ہمہ تن گوش ہو جاتے جو انہیں یہ مژدہ سناتی کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وعدہ کے موافق آیا ہوں۔

یہ سچ ہے کہ چودھویں صدی پر اکابران اُمت کی نظر لگی ہوئی تھیں اور تمام کشوف اور رویا اور الہامات اس امر کی طرف ایما کرتے تھے کہ اس صدی پر آنے والا موعود عظیم الشان انسان ہوگا جسکا نام احادیث میں مسیح موعود اور مہدی آیا ہے مگر میں کہوں گا کہ جب وہ وقت آگیا اور آنے والا آگیا تو بہت تھوڑے وہ لوگ نکلے جنھوں نے اُسکی آواز کو سنا غرض یہ بات کوئی نرالی اور نئی نہیں ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آتا ہے پس اس وعدہ کے موافق تھا کہ اس صدی میں بھی جو انیس سال تک گزر چکی ہے مجدد آئے اب اس دوسرے پہلو کو بھی دیکھنا ضروری ہے کہ کیا اسوقت اسلام کے لیئے کوئی آفات اور مشکلات ایسی پیدا ہو گئی ہیں جو کسی مامور کے لیئے داعی ہیں۔ جب ہم اس پہلو پر غور کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام پر اس وقت دو قسم کی آفتیں آئی ہیں۔ اندرونی اور بیرونی اندرونی طور پر یہ حالت اسلام کی ہو گئی ہے کہ بہت سی

بدعتیں اور شرک بجائے توحید کے بجائے پیدا ہوگئے ہیں۔ اعمال صالحہ کی جگہ صرف چند رسومات نے لے لی ہے۔

قبر پرستی اور پیر پرستی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ وہ بجائے خود ایک مستقل شریعت ہوگئی ہے مجھکو ہمیشہ تعجب اور حیرت ہوتی ہے کہ مجھکو یہ لوگ کہتے ہیں کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ اس امر کو انھوں نے نہیں سمجھا کہ میں کیا کہتا ہوں مگر اپنے گھر میں یہ لوگ ہرگز غور نہیں کرتے کہ نبوت کا دعویٰ تو انھوں نے کیا ہے جنھوں نے اپنی شریعت بنالی ہے کوئی بتائے کہ وہ ورد اور وظائف جو سجادہ نشین اور مختلف گدیوں والے اپنے مریدوں کو سکھاتے ہیں میں نے ایجاد کئے ہیں؟ یا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور سُنت پر عمل کرتا ہوں اور اسپر ایک نقطہ یا شوشہ بڑھانا کفر سمجھتا ہوں۔

اور ہزارہا قسم کی بدعات ہر فرقہ اور گروہ میں اپنے اپنے رنگ کی پیدا ہوچکی ہیں۔ تقویٰ اور طہارت جو اسلام کا اصل منشاء اور مقصود تھا جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطرناک مصائب برداشت کیں جنکو بجز نبوت کے دل کے کوئی دوسرا برداشت نہیں کرسکتا وہ آج مفقود و معدوم ہوگیا ہے۔ جیل خانوں میں زیادہ تعداد کن کی ہے۔ زنا۔ شراب اور اتلاف حقوق اور دوسرے جرائم اس کثرت سے ہورہے ہیں کہ گویا یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ کوئی خدا نہیں اگر مختلف طبقات قوم کی خرابیوں اور نقائص پر مفصل بحث کی جاوے تو ایک ضخیم کتاب طیار ہوجاوے ہر دانشمند اور غور کرنے والا انسان قوم کے مختلف افراد کی حالت پر نظر کرکے اس صحیح اور یقینی نتیجہ پر پہنچ جاوے گا کہ وہ تقویٰ جو قرآن کریم کی علت غائی تھا جو اکرام کا اصل موجب اور ذریعہ شرافت تھا آج موجود نہیں۔ عملی حالت جسکی اشد ضرورت تھی کہ اچھی ہوتی جو غیروں اور مسلمانوں میں ما بہ الامتیاز تھی سخت کمزور اور خراب ہوگئی ہے۔ بیرونی حصہ میں دیکھلو کہ جس قدر مذاہب مختلفہ موجود ہیں ان میں سے ہر ایک اسلام کو نابود کرنا چاہتا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ عیسائی مذہب اسلام کا سخت دشمن ہے عیسائی مشنریوں اور پادریوں کی ساری کوششیں اس ایک امر میں صرف ہورہی ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو جسطرح ممکن ہو اسلام کو نابود کیا جاوے

اور اس توحید کو جو اسلام نے قائم کی تھی جس کے لئے اسکو بہت سی جانوں کا کفارہ دینا پڑا تھا اسے ناپید کرکے یسوع کی خدائی کا دنیا کو قائل کرایا جاوے اور اُس کے خون پر یقین دلایا جاوے۔ جو بے قیدی۔ آزادی۔ اور اباحت کی زندگی کو پیدا کرتا ہے اور اس طرح پر وہ پاک غرض تقوے و طہارت اور عملی پاکیزگی کی جو اسلام کا مدعا تھا وہ مفقود کی جاوے۔ عیسائی پادریوں نے اپنی ان اغراض میں کامیابی حاصل کرنے کے واسطے بہت سے طریقے اختیار کیے ہیں۔ اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انھوں نے ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کو مرتد کرلیا۔ اور بہت سے ہیں جنکو نیم عیسائی بنادیا ہے۔ اور بہت بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جو ملحدانہ طبیعت رکھتے ہیں اور اپنی بود و باش اور رفتار و گفتار میں عیسائیت کے اثر سے متاثر ہیں.... نوجوانوں کی ایک جماعت اور مخلوق ہے جو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوتی ہے اور کالجوں میں اسکی تربیت ہوتی وہ خدا تعالیٰ کے کلام کے بجائے فلسفہ اور طبعیات کی قدر کرتی ہے اور اسکو مقدم اور ضروری سمجھتی ہے۔ اسلام اسکے نزدیک ایک عرب کے جنگلوں کے حسب حال تھا۔ ان باتوں اور حالتوں کو جب میں دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں میں دوسروں کی بابت کچھ نہیں کہہ سکتا مگر میرے دل پر سخت صدمہ ہوتا ہے کہ آج اسلام ان مشکلات اور آفتوں میں پھنسا ہوا ہے اور مسلمانوں کی اولاد کی یہ حالت ہورہی ہے جو وہ اسلام کو اپنے مذاق ہی کے خلاف سمجھتے ہیں۔

تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو الٰہی حدود سے باہر تو نہیں ہوئے حلال کو حرام نہیں کرتے مگر وضع قطع لباس پسند کرتے ہیں انھوں نے ایک قدم نصرانیت میں رکھا ہوا ہے۔ اب صاف سمجھ میں آتا ہے کہ اندرونی طور پر وہ بدعات اور مشرکانہ رسوم ہیں اور بیرونی طور پر یہ آفتیں خصوصاً صلیبی مذہب نے جو نقصان پہونچایا ہے۔

اسلام وہ مذہب تھا کہ اگر ایک آدمی بھی اس سے نکل جاتا اور مرتد ہوجاتا تو قیامت برپا ہوجاتی اور یا اب یہ حالت ہے کہ مرتدوں کی انتہا ہی نہیں رہی۔ اب ان تمام امور کو یکجائی طور پر کوئی عقلمند سوچے اور خدا کے لیے غور کرے۔

کیا خدا کی خاص تجلی کی ضرورت نہیں ہے

کیا ابھی تک اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ حفاظت کے پورا ہونے کا وقت نہیں آیا کہ

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون

اگر اسوقت اُس کی مدد اور تجلی کی ضرورت نہیں تو کوئی ہمیں بتائے کہ وہ وقت کب آئے گا۔

غور کرو اور سوچو! کہ ایک طرف تو واقعات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اس قسم کی ضرورتیں پیدا ہوگئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص تجلی فرمائے اور اپنے دین کی نصرت عملی سچائیوں اور آسمانی تائیدات سے کرکے دکھاوے۔ دوسری طرف صدی نے مہر لگادی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے موافق (جو اُس کے برگزیدہ اور افضل الرسل رسول خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری ہوا کہ ہر صدی کے سر پر تجدید دین کے لئے مجدد بھیجا جاوے گا) کوئی مجدد آنا چاہیئے صدی میں سے اُنیس برس گذر گئے اگر ابتک باوجود ان ضرورتوں کے پیدا ہوجانے کے بھی کوئی مامور مبعوث نہیں ہوا تو پھر خدا کے لئے غور کرو کہ اس میں اسلام کا کیا باقی رہتا ہے؟ کیا اس سے انا لہ لحافظون کے وعدہ کا خلاف ثابت نہ ہوگا؟ کیا اس سے ارسال مجدد کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باطل نہ ہوگی؟

کیا یہ نہ پایا جاوے گا کہ اسلام ایسا مذہب ہے کہ اسپر ایسی آفتیں آئیں اور خدا تعالےٰ کو اس کے لئے غیرت نہ آئی؟ اب کوئی ہمارے دعوے کو چھوڑے اور الگ رہنے دے مگر ان باتوں کو سوچکر جواب دے۔

میری تکذیب کروگے تو اسلام کو بھی ہاتھ سے دینا پڑے گا۔

مگر میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے وعدہ کے موافق اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ کیونکہ عین ضرورت کے وقت خدا کے وعدہ کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے موافق خدا تعالیٰ نے

یہ سلسلہ قائم کیا

اور یہ ثابت ہوگیا کہ صدق اللہ و رسولہ اللہ اور اُس کے رسول کی باتیں سچی ہیں

ظالم طبع ہے وہ انسان جو انکی تکذیب کرتا ہے۔

(باقی آئندہ انشاءاللہ)

فرح کی ہندو راجپوت سبھا کا فیصلہ مرتد ملکانوں کے متعلق

۱۴ ؍جون ۱۹۲۳ء کو فرح ضلع متھرا میں قریبًا چالیس دیہات کے ڈیڑھ ہزار ہندو راجپوتوں نے جمع ہو کر یہ طے کر دیا ہے کہ جو ہندو شدہ ہونیوالے ملکانوں کو برادری میں ملائینگے یا اُن کے ساتھ خورونوش کرینگے یا اُن کے ساتھ حقہ پیئینگے وہ برادری سے الگ کر دیئے جائیں گے اور حسب ذیل ریزولیوشن باقاعدہ طور پر پاس کیا ۔

"برندرابن میں جن لوگوں نے ملکانوں کے ساتھ حقہ یا اُن کے ہاتھ سے پانی پیا ہے وہ برادری سے خارج کیئے جاتے ہیں ۔"

یہ سُنکر کچھ لوگوں نے جو آریوں کے دھوکے میں ملکانوں کے ساتھ حقہ پی چکے تھے معافی چاہی مگر سبھا نے معافی نہ دی اور کہا ۔کہ

یہ معافی دینے کے لیئے پنچایت نہیں بنائی گئی۔ اسکے لیئے جب پنچایت ہو گی دیکھا جائے گا۔

اس سبھا میں بہت دور دور کے راجپوت اکٹھے ہوئے تھے اور ہرگاؤں سے ایک ایک سربرآوردہ بطور نمائندہ کے منتخب کر کے باہم شدھی اور ملکانوں کو ذات میں ملانے کے بارہ میں بہت سی گفتگو اور سوال وجواب ہو کر بالآخر یہی فیصلہ ہوا کہ

"آیندہ سے کوئی راجپوت شدھی شدہ ملکانوں کے ساتھ خوردونوش یا حقہ پانی نہ کرے اور بندرابن میں جن لوگوں نے شدھ ہونے والے ملکانوں کے ساتھ کھان پان یا حقہ پیا تھا انہیں برادری سے خارج کیا جائے ۔"

یہ تجویز پاس ہونے کے بعد گنگا جل دوات میں ڈالکر اس سے لکھی گئی ۔ اور اسی سے لوگوں کے انگوٹھے لگوائے گئے۔ راجپوتوں نے ملکانوں سے کہا کہ ہم ابھی تو تمھارے ہاتھ کی چلم پی لیتے ہیں اور تمھاری عزت کرتے ہیں لیکن اگر تم شدھ ہو جاؤ گے تو پھر ہم ایسا نہیں کریں گے ونیز مسلمانوں کے بھی ہندو راجپوتوں نے انگوٹھے لگوائے اور عہد لیا کہ آپ لوگ بھی شدہ ہونے والے ملکانوں کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ نہ کریں ۔

خاکسار

چودھری فتح محمد خان سیال۔ ایم ۔اے

امیر وفد المجاہدین احمدیہ ۔

احمدیہ دارالتبلیغ آگرہ صدر

۱۷ ؍جون ۱۹۲۳ء

نافرمانوں کی تلخ کامیاں

ماسٹر احمد حسین صاحب مرحوم

اس وقت ہماری نظر میں بنی نوع انسان تین اقسام پر منقسم ہے ۔ ایک دنیادار لوگ دوسرے دیندار ۔ تیسرے دونو سے بے تعلق ۔ آخر الذکر گروہ کو تو ہم اس لیئے خارج از بحث کرتے ہیں کہ یہ فرقہ دینی نہ دنیاوی کسی آئین و قوانین کی پابندی کو ضرورت نہیں سمجھتا ۔ اُن کی خودرائی اور آزاد مشربی ہی اُن کا قانون ہے اور وہی اُن کا مذہب اسی کے زیر اثر یہ لوگ جو جی میں آتا ہے کر گزرتے ہیں اور جیسی زندگی چاہتے ہیں بسر کرتے ہیں ۔ نہ انہیں دنیاداروں کی تحسین و مرحبا کی کچھ پروا ہے نہ دین داروں کے طعن وملامت کا کوئی کھٹکا ۔ اپنے ہی خیالات و خواہشات کو پورا کرنیکی دھن اُنکی زندگی کا مقصد اعظم ہے اسکے حصول میں یہ لوگ شب وروز مصروف ومنہمک رہتے ہیں ۔ اب یہ جدی بات ہے کہ اس انہماک میں کبھی تو انہیں ناکامی ونامرادی نصیب ہوتی ہے اور کبھی کامیابی وسرخروئی کسی کوشش کا نتیجہ عزت ہوتا ہے اور کسی کا بے آبروئی وذلت۔ غرض ان لوگوں کی دنیا ہی گویا ایک علیحدہ اور سب سے بے تعلق دنیا ہے ۔

ثانی الذکر لوگ بھی اگرچہ رہتے اسی دنیا میں ہیں اور اس سے قطع تعلق کر کے آخر جائیں کہاں ؟ لیکن چونکہ وہ احکام دین کی حتی الوسع پابندی کرتے ہیں اور نری دنیا کی فلاح وبہبود کو اپنا مقصود حقیقی نہیں سمجھتے بلکہ اپنے خالق ومالک کی طاعت اور اسکے پاک گروہ برگزیدوں کی اطاعت واتباع کو عمومًا اسقدر ضروری وقابل لحاظ جانتے ہیں کہ بسا اوقات اسکی خاطر بہت سے دنیوی نقصانوں اور تکالیف کو بھی بطیب خاطر گوارا کر لیتے ہیں ۔ قطع نظر اس سے کہ انکی خوش اعتقادی یا غلط فہمی یا لاعلمی انہیں کبھی کبھی غلط راہوں پر چلا کر بعض ایسے اعمال وافعال کا بھی مرتکب بنا دیتی ہو جو نہ خدا کی بارگاہ میں مقبول ہوں نہ اسکے برگزیدوں کے نزدیک مستحسن ۔ پھر بھی ان لوگوں کی حالت بہرنہج اس امر کی مستوجب نہیں معلوم نہیں ہوتی کہ ہم انکو نافرمانوں کے زمرہ میں شامل کریں جنکی تلخ کامیوں اور عبرت انگیز وتاسف خیز حالات زندگی پر ہم اس مختصر مضمون میں ایک سرسری نظر ڈالنا چاہتے ہیں ۔

اب رہے اول الذکر لوگ جو آزاد منش یا دہریہ صفت حضرات کی مانند دین ودنیا دونو سے مستغنی بھی نہیں ہیں مگر اپنی عملی زندگی میں پابند مذہب یا دیندار لوگوں کی طرح احکام شریعت کی پروا بھی نہیں کرتے اور چونکہ اس موقعہ پر ہمارا اصلی مقصود اپنی قوم کے غفلت شعار افراد کی اصلاح وتنبیہ ہے سو اسلیئے اب ہم صاف لفظوں میں اس گروہ کا پتا دیئے دیتے ہیں کہ وہ مطلق بیدین تو نہیں مگر یہ ضرور کہیں گے کہ صرف پیدائشی یا نام کے مسلمان ہیں اور جاہلانہ رسوم آبائی کے پابند ۔ گوشت کھانے یا ڈاڑھی رکھنے کے مسلمان بھی ہم انہیں اسوجہ سے نہیں کہتے کہ اس ملک اور نیز دیگر ممالک میں بہت سی غیر مسلم اقوام کے افراد بھی ڈاڑھی رکھتے اور گوشت کھاتے ہیں تو گویا اسمیں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ لوگ باعتبار اپنی عملی زندگی کے شعار اسلام سے بالعموم بہت ہی دور جا پڑے ہیں ۔ انمیں ہزاروں لاکھوں بلا شبہ ایسے ہیں کہ مفصل احکام شریعت اور انکی پابندی کا تو کیا ذکر سرسری و مجمل اعتقادات صحیحہ کی بھی واقفیت نہیں رکھتے اصل دین تو ایکطرف جزوی علامات دینداری اور معمولی کلمہ کلام سے بھی بے بہرہ ہیں اور اسلام کی موٹی نشانیوں یعنی صوم وصلوٰۃ تک کے خوگر نہیں ۔ اس مقام پر پہنچکر ہمیں اپنی قوم کی حالت پر بے تحاشا رونا آتا ہے کہ جو لوگ آزاد خیالی میں حد سے تجاوز کر گئے وہ جس درجہ کو پہنچ گئے ہیں انکا تو عدم وجود برابر تھا ہی لیکن جو حضرات دیندار سمجھے جاتے ہیں وہ جزوی اختلافات کی کشاکشی میں اپنی طاقت کو تباہ کر رہے ہیں اور جو دنیادار ہیں وہ نیز جہالت وغفلت اور بیدینی کی وجہ سے گویا عملی طور پر جمعیت اسلام کو ضعف پہنچا رہے ہیں کیونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ دینی ہوں خواہ دنیوی کسی قسم کی برکات قوم کو حاصل نہیں ہو سکتیں تاوقتیکہ اُسکے افراد میں اعتقادی اور نیز عملی یک رنگی وہم آہنگی موجود نہ ہو ۔

ہم دیکھتے ہیں کہ یہ آخر الذکر گروہ جسے ہمنے تمہید میں اول نمبر پر رکھا تھا رسم پرستی میں ایسے غرق ہیں کہ انہیں اپنے اعمال وافعال میں نہ دینی اوامر ونواہی کی کچھ خبر ہے نہ دنیوی منافع ومصالح کی چنداں پروا ۔ رسم آبائی کی پیچ ۔ بھائی برادری کی جھوٹی لاج اور عارضی نام ونمود یا داد اکا خیال ان کے دلوں میں اسقدر گھر کیئے ہوئے ہے کہ انکو جیتے جی کی تباہی وزیرباری اور بالآخر رسوائی سے کچھ خوف آتا ہے نہ خدا اور رسول کی عدول حکمی اور عاقبت کی بازپرس سے کوئی ہراس پیدا ہوتا ہے اسی لیئے ہم نے اپنے عنوان میں انکو نافرمان کے نام سے موسوم کیا ہے ۔

اُن کی تلخکامی وبد انجامی کی داستان پر درد بہت طویل ہے مگر ہم مختصر صرف ایک تمثیل سے اسپر سرسری روشنی ڈالتے اور یہ دکھاتے ہیں کہ محض جہالت غفلت اور بیدینی کے باعث انکی زندگی کے اہم ترین کارنامے کیطرح انہیں خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنا دیتے ہیں ۔ اور ہمیں نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ صرف دیہات قصبات ہی کے مسلمان اس مہلک وبا کی مرض میں مبتلا نہیں ہیں بلکہ بڑے بڑے شہروں تک میں جہاں تعلیم وشائستگی کا خاصہ چرچا پھیل چکا ہے ہزارہا مسلمان نہ فقط پیچ قوموں کے بلکہ نیز اونچے اونچے گھرانوں کے اکثر اس وبا کا شکار ہو چکے ہیں ۔

غمخوار ان اُمت مرحومہ کو ایسی بہت سی نظیریں اپنی آنکھوں دیکھنے اور دل ہی دل میں کڑھنے کا بارہا اتفاق ہوا ہو گا کہ ایک گھر یا کنبہ میں شادی یا غمی کی کوئی تقریب ہوتی ہے تو محض بھائی برادری کی رضا جوئی کے لیئے خدا ورسول کے صریح ارشادات کی بھی مطلق پروا نہ کر کے اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی میں سے یا قرض دام لیکر اپنی قدر حیثیت

بیماری میں یا ہزاروں روپیہ پانی کی طرح بہا دیا جاتا ہے سلطان زوجیت لٹا پٹا کر خشک ہو جاتے ہیں یا قرضہ میں بال بال بندھ جاتا ہے پھر اس ناعاقبت اندیشی و تباہ کاری کا خمیازہ انہیں یہاں تک بھگتنا پڑتا ہے کہ برسوں افلاس کی مصیبت یا مقروضی کی ذلت و رسوائی سے رستگاری نہیں ملتی اور لطف یہ کہ جنکی خاطر یہ سب کچھ گوارا کیا جاتا ہے وہ پھر بھی خاطر میں نہیں لاتے۔ بھائی برادری کے لوگ اس شادی وغمی کے کاج میں کوئی نہ کوئی عیب نکالتے اور نام ہی دھرتے رہتے ہیں اور یہی نہیں کہ بعد میں ہزاروں فضیحت خیز شاخسانے نکلتے یا شکوے شکایات کے دفتر کھلتے ہوں بلکہ دوران تقریب میں بسا اوقات سخت شرمناک تو تو میں میں اور جگ ہنسائی تک نوبت پہنچتی ہے یہ کس قدر صدمہ و رنج کی بات ہے اور ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ؎

جس کا رن پہنی ساڑھی، وہ ہی ٹانگ رہی اگھاڑی

بھائی برادری کے پاس خاطر سے تو تمام زیر باری و زحمت گوارا کی اور وہی کسی عنوان راضی ہونے میں نہیں آتی اور خدا اور رسول کی نافرمانی کا بار گناہ جو سر پر دھرا گیا سو علیحدہ۔

آہ اس تلخ کامی و مصیبت کا باعث کیا ہے؟ یہی کہ لوگ اپنی غفلت و جہالت کے سبب دین کی طرف سے بے پرواہ ہو گئے ہیں اور دنیا اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ اگر انہیں یہ معلوم ہو کہ اسلام دنیا میں رہ کر ہی اختیار کرنے کے لئے ہے اور مصالح عقبیٰ کے علاوہ دنیا کے بھی نشیب و فراز سمجھا کر فلاح دارین کا ذمہ اٹھاتا ہے تو وہ ضرور اپنی موجودہ حالت پر غور کر کے اس نتیجہ پر پہنچ سکیں کہ نری دنیا کا بندہ بنکر تو انسان نہ صرف فلاح عقبیٰ سے بے نصیب رہتا ہے بلکہ اکثر دنیا میں بھی یا ظاہرا ظہور اندر ہی اندر تلخیوں اور نامرادیوں کا شکار ہوتا ہے۔ برخلاف ازیں اگر دین کو مقدم رکھے یا دنیا کی دلفریبیوں سے ان شرائط ماتحت رہ کر تمتع اٹھائے جنہیں دین لازمی قرار دیتا ہے تو دنیا خود دست بستہ اسکے آگے آن حاضر ہوتی ہے اور دونو جہان شادکامی و سرخروئی کا وارث ٹھہرتا ہے اور اگر بفرض امکان وہ دار الابتلا میں اسکو کسی طرح کی تکالیف اور آزمائشوں کا سامنا ہو بھی تو دار آخرۃ کے لئے ضرور اسکی امیدیں خوشگوار اور خدا کی رحمت کی درخواستگار ہوتی ہیں۔ قوم کے ایک بڑے حصہ کی اس افسوسناک حالت کا چارہ کار آخر کیا ہے؟ ہماری رائے میں اس کا علاج یوں ہو سکتا ہے کہ بیدار و ہوشمند ملت عام اس سے کہ وہ محترم علماء دین ہوں یا نئی روشنی کے تعلیم یافتہ لیڈر۔ اپنے غافل بھائیوں کو ہوش میں لانے کے لئے اپنا اپنے حلقہ اثر میں ذمہ وار بنیں انکو رسم پرستی کی نقصانات اور مسرفانہ بیہودگیوں کے خطرناک و بربادی بخش نتائج سے خبردار کریں اور سمجھا رکھیں کہ کروڑوں افراد ملت میں سے فقط معدودے چند ممتاز اشخاص کی غرض اور شرورت یا دینداری و نیک کرداری تمام قوم کو ہرگز دنیا و عقبیٰ میں سرخرو نہیں کر سکتی اور جبتک کہ قوم کی حالت افسوسناک و عبرت انگیز ہے خدا و رسول کے حضور وہ خاص خاص ممتاز اشخاص بھی اس امر کی جوابدہی سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے کہ تمنے اپنائے ملت کی سچی ہمدردی اور اصلاح حال کا فرض کہاں تک ادا کیا اور اگر نہیں کیا تو کیوں؟

بقیہ مضمون صفحہ

امنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون۔ اور اذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا واذا خلوا الی شیطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون۔ بقرع ۳ انکو معلوم ہو جاتے کہ اللہ کے آگے کوئی کسی کے دلیر گواہی نہیں دے سکتا اور کوئی کسی کی شفاعت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ہمارے بیان کی تصدیق میں شاہ رفیع الدین صاحب زیر بحث آیت کے متعلق حاشیہ پہ لکھتے ہیں۔ "یعنی اللہ صاحب پوچھے گا کافروں کے سنانے کو کہ میں نے تجکو جنکی طرف بھیجا تھا انھوں نے قبول کیا یا نہ کیا اور پیغمبر حوالہ رکھیں گے اللہ کے علم پر ہم کو دلکی خبر نہیں ظاہر کی ہے۔ یہ انکو سنایا جو مغرور ہیں پیغمبروں کی شفاعت پر تا معلوم کریں کہ اللہ کے آگے کوئی کسی کے دلیر گواہی نہیں دیتا اور کوئی کسی کی شفاعت نہیں کرتا۔"

عقل کے اندھو! یہ وجہ ہے انکار مرسلین کی اور یہ انکار ان کے کذب پر دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ حقیقی طور پر انکے دلوں سے آگاہ نہیں ہیں۔ مگر مسیح علیہ السلام تو اقرار کرتے ہیں کہ حاشا وکلا میں نے نہ تو انکو یہ تعلیم دی اور نہ مجھے علم ہی ہے کہ یہ لوگ اس تعلیم پر کاربند ہیں۔ اسوقت تک جبتک میں ان میں رہا مجکو علم ہے کہ وہ موحد تھے مگر اب جبکہ مسیح علیہ السلام کی الوہیت بیبانگ دہل منوائی جارہی ہے اگر مسیح بقول آپ کے آسمان سے نازل ہوں گے اور ایک عرصہ دراز تک تبلیغ کرینگے تو کیا انہیں علم نہ ہوگا کہ یہ لوگ میری خدائی منوا رہے ہیں اس صورت میں کس طرح قیامت کے دن انکار کر سکیں گے اور اگر انکار کرینگے تو نبوت سے خارج کئے جائیں گے کیونکہ نبی تو کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ اب رہی آخری صورت یہ ہے کہ آپ کے آنے سے پہلے مسیحی یہ عقیدہ چھوڑ دینگے تو یہ بات عذر گناہ بدتر از گناہ کی مصداق ہوگی کیونکہ مسیح کا فرض منصبی تو یکسر الصلیب بتایا گیا ہے۔ یعنی "سچے مسیح موعود کا نشان مخبر صادق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ کسر صلیب کرے گا یعنی عیسویت مٹائے گا۔" بشارت ص۵۵ سطر ۱۳-۱۴) اس صورت میں وہ کیا بتائیں گے۔

دوم۔ اگر خلق اپنی اصلاح خود بخود کر لیا کرے تو سلسلہ ارسال رسل کی ضرورت ہی کیا تھی۔ پس درست یہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بقول خود اور بموجب شہادت الٰہی اپنی امت کے گمراہ ہونے سے ناآشنا ہیں۔ مگر موجودہ مشاہدہ ہے کہ امت گمراہ ہے لہذا اب وہ نہیں آسکتے کیونکہ اگر آپ آئیں گے تو وہ اپنی امت کی گمراہی سے آشنا ہو جائیں گے اور ناآشنائی کا اقرار غلط بلکہ کذب صریح ہے اور اگر آ نہیں سکتے جیسا کہ یقیناً نہیں آسکتے تو پس درست یہی ہے کہ آپ فوت ہو گئے۔

امابعد ہم تمھاری مزید تسلی کے لئے تمھارے دائیں بازو امرتسری سیاہ رو کی شہادت بھی پیش کئے دیتے ہیں۔ کہ مسیح علیہ السلام کے آسمان پر جانے سے کیا مراد ہے۔ سنو

تمھارا امرتسری ہیرو اپنے رسالہ ترک اسلام ص۵ پر لکھتا ہے "مسیح علیہ السلام کے آسمان پر جانے سے یہ مراد ہے کہ وہ کسی محفوظ جگہ جا پہونچے۔"

دوسری شہادت: وہابیوں کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب کی ملاحظہ ہو آپ ترجمان القرآن جلد دوم میں لکھتے ہیں۔

"وہ سارے انبیاء جو حضرت سے پہلے تھے مر چکے ہیں"

ترجمان القرآن جلد ۲ ص ۵۱۳۔

امید ہے کہ تمھارے دماغ کا خلل اب جاتا رہا ہوگا اور آئندہ حیات مسیح کے اثبات پر ناکام کوشش نہ کروگے۔ ہم دوسرے نمبر میں انشاء اللہ تعالیٰ مکذب کے باقی کذبات بھی دکھائینگے فانتظروا۔

ڈاکٹر عبد الصمد۔ عم منیجر کارخانہ دار الشفاء قادیان

عینک سے نجات

اصل ممیرے کا سرمہ اور ممیرا مصدقہ مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفہ اول حکیم نور الدین صاحب رض

یہ سرمہ کمزوروں کے لیئے۔ ابتدائی موتیابند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال۔ آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو۔ نظر کمزور ہو۔ انکے لیئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ عصا تولہ ممیرا پانچ روپیہ تولہ۔ ترکیب استعمال صبح وشام دو دو سلائیاں آنکھوں میں ڈالی جاویں۔ اگر کسی شخص کو مفید ثابت نہ ہو بشرطیکہ اس نے باقاعدہ پندرہ روز تک متواتر استعمال کیا ہو سرمہ واپس کردے میں اسکی قیمت واپس کر دونگا اسکے مجرب ہونے پر چھ شہادتیں علاوہ میرے ذاتی تجربہ کے پیش کی ہوں

(۱) میں نے جناب سید احمد نور صاحب احمدی کابلی مہاجر قادیان کا سرمہ آزمایا اور بفضلہ تعالیٰ بہت ہی مفید پایا۔ نیز حضرت والدہ ماجدہ سلمہا اللہ کی آنکھیں بہت کمزور ہوگئیں اس سرمہ سے انکو غیر معمولی فائدہ ہوا۔ محمد اسمٰعیل۔ (مولوی فاضل) منشی فاضل۔)

(۲) میں نے سرمہ ممیرا بھائی احمد نور مہاجر قادیان سے لیکر دو ہفتہ تک استعمال کیا اب خدا کے فضل سے میں بغیر عینک کے لکھ پڑھ سکتا ہوں۔ نہایت ہی مجرب اور اعلیٰ درجہ کا سرمہ ہے میں خدا کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں نہایت عمدہ سرمہ ہے۔ الہ دین احمد سابق گر ہانگ کانگ تو یہ خانہ جنگی حال۔

(۳) میں نے ۱۹۱۷ء میں شہر ملتان میں عینک آنکھوں پر لگائی تھی اور ۱۹۱۹ء میں جناب احمد نور سے سرمہ درجہ اول لیکر استعمال کیا اور خاکسار نے عینک کو اتار دیا ہے اب عینک کی کوئی ضرورت نہیں۔ خاکسار محمد علی کلیانوی ضلع لائلپور ای اے گگو ماہی کساب۔

(۴) میں نے میاں احمد نور صاحب کابلی سے دو دفعہ سرمہ خریدا جسکو میں نے بہت مفید پایا اور دیگر لوگوں نے بھی مجھ سے لیکر کئی جگہ استعمال کیا سب نے اسکی تعریف کی یہ سرمہ بہت عمدہ اور قابل قدر ہے۔ عبد الرؤف ہیڈ کلرک ہائی سکول قادیان۔ ۱۵-۱-۲۲

(۵) احمد نور صاحب کابلی کا سرمہ ممیرا بارشاد ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب ایک ہفتہ لگایا تھا بحکم خدا اب بالکل آنکھیں اچھی ہیں اور نظر بالکل کامل ہوگئی ہے سو میں اس سرمہ کے مجرب ہونے پر گواہی دیتا ہوں۔ خادم حضرت خلیفہ ثانی۔ شیراتی دربان۔

(۶) میں نے سرمہ ممیرا تیار کردہ بھائی احمد نور صاحب کابلی ثم قادیانی خود استعمال کیا اور نیز اپنے عزیز رشتہ دار ذکو بغرض استعمال دیا۔ میں نے اس سرمہ کو مفید پایا۔ نیز انکو بھی جلن ہوا کرتی تھی جو خدا کے فضل سے اس سرمہ کو ایک ہفتہ استعمال کرنیکے ...